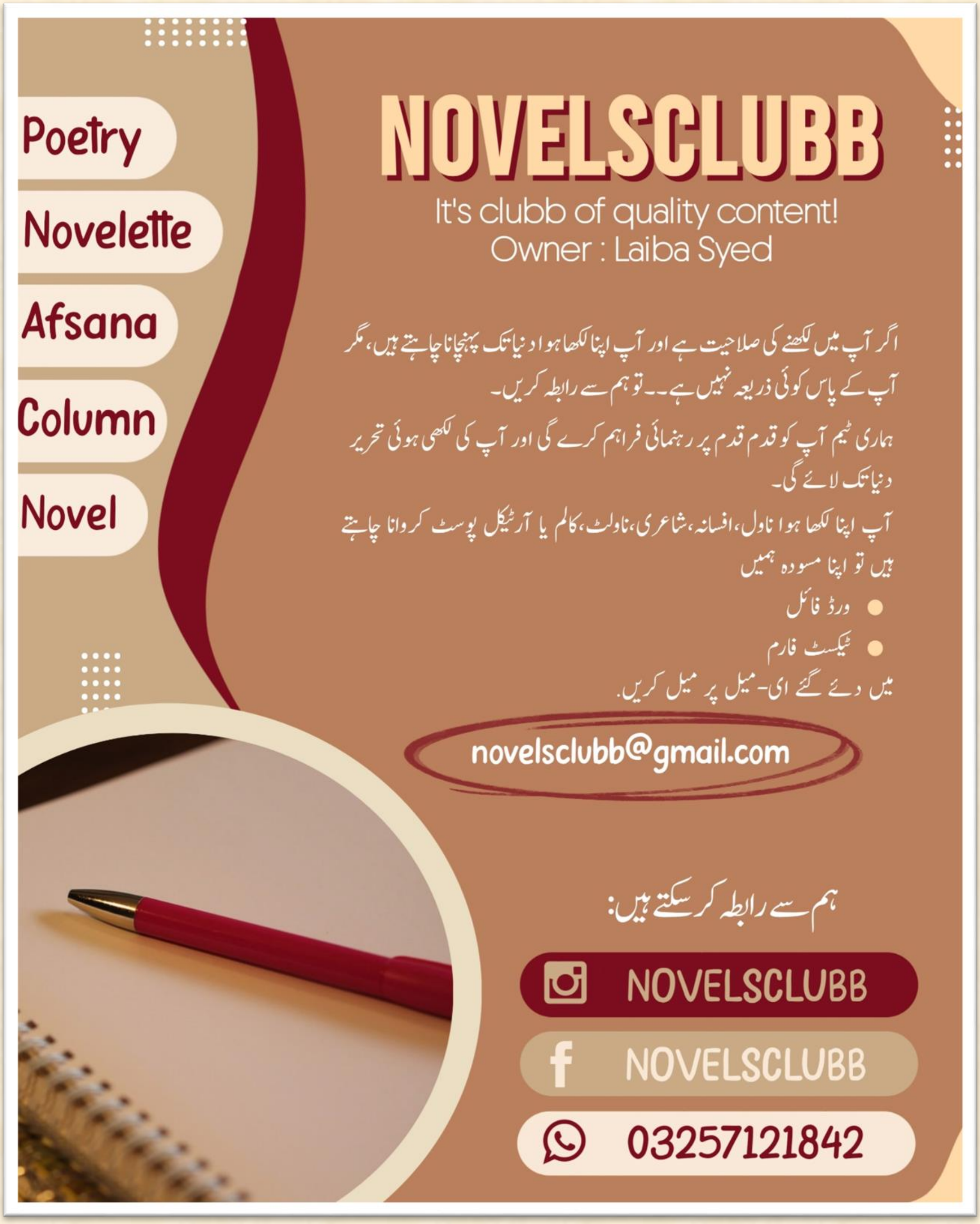

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

رنگِ جاں

از قلم

ملائکہ فرمان

Clubb of Quality Content!

رنگِ جاں

از قلم

ڈاکٹر ملائکہ فرمان

Episode 13 & 14

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار اپنے کمرے کی الماری میں بڑی ترتیب سے کپڑے تہہ کر کے رکھ رہی تھی۔ ہر تہہ کے ساتھ جیسے اپنے دل کے الجھتے ہوئے خیالوں کو بھی ترتیب دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ عید والے دن واپسی کے بعد سے ہی وہ الجھی ہوئی تھی،

اچانک دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ رخسار چونکی، نظریں دروازے کی سمت اٹھ گئیں۔

جی؟ اس نے آہستگی سے کہا۔

دروازہ کھلا اور خان بابا اندر آئے۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح سکون اور ادب تھا۔

بیگم صاحبہ، آپ سے ملنے کوئی آیا ہے۔

رخسار نے ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ تہہ کرتے ہوئے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

کون ہے؟

یہ نہیں بتایا انہوں نے، بس کہا ہے کہ آپ سے ملنا ہے۔

رخسار چند لمحے خاموش رہیں۔ پھر دھیرے سے بولیں،

اچھا، آپ انہیں اندر بٹھائیں، میں آتی ہوں۔

خان بابا نے سر ہلایا اور واپس چلے گئے۔ رخسار نے ایک گہرا سانس لیا۔ اس کے دل میں ایک عجیب سا اضطراب پیدا ہونے لگا۔ اس کے ہاتھ کپڑوں پر رک کے رہ گئے۔

وہ الماری کے قریب سے اٹھ کر صوفے پر آ کر بیٹھ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کون ملنے آ سکتا ہے مجھے؟؟ رخسار نے خود سے سوال کیا۔ پھر لمحے بعد اُن کے ذہن میں خیال آیا۔

کیا جو میں سوچ رہی ہوں وہی ہو سکتا ہے؟ دل نے بے اختیار سوال کیا۔ کچھ دن پہلے عید کے دن جس کو دیکھا تھا... کیا وہی ہو گا؟ اگر وہی ہے تو اب کیوں آیا ہے؟

ان کے ذہن میں خیالات کی ایک لہر دوڑ گئی۔ چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ وہ بیڈ کے کنارے آ کر بیٹھ گئیں۔ دل کی دھڑکن بے ترتیب ہونے لگی۔

نہیں، میں کچھ نہیں سوچوں گی، رخسات بیگم نے خود سے کہا۔ماضی کے دروازے وہ دوبارہ نہیں کھولنا چاہتی تھیں۔رخسار نے گہری سانس لی، دوپٹہ درست کیا، اور دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

کمرے سے نکلتے ہوئے ہر قدم ان کے لیے بھاری ہو رہا تھا۔ڈرائنگ روم کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ لمحہ بھر کو رکی۔دل کی دھڑکن کانوں میں گونج رہی تھی۔اگر جو میں سوچ رہی ہوں وہی ہوا تو؟ اگر وہی ہے... تو پھر کیا؟

انہوں نے ہمت کر کے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا۔

جیسے ہی اندر آئیں، سارا منظر ان کی آنکھوں کے سامنے دھندلا گیا۔وہ جہاں تھیں وہیں رک گئیں۔آنکھوں کے سامنے وہ چہرہ، وہی چہرہ جسے وہ برسوں پہلے اپنی زندگی سے نکال چکی تھیں۔سامنے بیٹھا تھا۔

رخسار کے پیروں سے جیسے زمین نکل گئی۔ان کا جسم سن ہو گیا، دل کی دھڑکن رکی اور سانسیں گھٹنے لگیں۔یہ منظر ان کے لیے کسی صدمے سے کم نہیں تھا۔

آؤ رخسار، اندر تو آؤ۔باہر کیوں رک گئی ہو، رخسار کو باہر کھڑا دیکھ کر اُس نے کہا،

وہ شخص بڑے اطمینان سے صوفے سے اٹھا۔رخسار بیگم کی نظریں خالی تھیں، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ماضی کی وہ تمام گرہیں جو برسوں کی محنت سے انہوں نے باندھی تھیں،ایک لمحے میں کھلنے لگیں۔

ان کے ذہن میں پرانی تصویریں جھلملانے لگیں،وہ گھر،وہ شام جب اس شخص نے ان کے ہاتھ میں طلاق کے کاغذات پکڑا دیے تھے۔بیٹے کی آنکھوں میں حیرت،اپنے رونے کی آواز، وہ سب کچھ جو وہ کبھی یاد نہیں کرنا چاہتی تھیں،آج پھر زندہ ہو گیا تھا۔

رخسار بیگم دروازے کے پاس کھڑی رہیں۔چہرہ زرد،سانس بھاری،دل جیسے سینے سے باہر آ جائے گا۔انہوں نے اپنے دوپٹے کا پلو مٹھی میں بھینچ لیا اور بڑی مشکل سے قدم آگے بڑھائے۔صوفے پر بیٹھتے ہوئے بھی ان کا جسم لرز رہا تھا۔

سامنے بیٹھا وہ شخص بڑے سکون سے بولا،

کیسی ہو؟

رخسار نے نظریں اٹھائے بغیر کہا،

یہاں کیوں آئے ہو؟

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حال چال تو پوچھ لو۔ تمہارا سابقہ شوہر رہ چکا ہوں، اتنی تو عزت دے دو۔ چلو عزت نہ سہی، اخلاقیات تو کوئی چیز ہے۔

رخسار نے کوئی جواب نہیں دیا۔اس کی باتوں کی چبھن ان کے دل تک اتر رہی تھی۔

وہ شخص صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بولا،

چلو، میں خود ہی بتادیتا ہوں۔ عید والے دن دیکھا تھا تم نے مجھے۔ یاد نہیں؟

کیسے یاد ہوگا، تم نے مجھے ایک نظر دیکھ کر منہ پھیر لیا تھا۔ میں جانتا ہوں، تم مجھے اپنے بیٹے کے سامنے دیکھنا نہیں چاہتی تھیں۔ بس تب سے سوچا کہ تم سے ایک ملاقات تو بنتی ہے۔

رخسار کی آنکھوں میں ضبط کے آنسو تیرنے لگے۔ لیکن انہوں نے بڑی مشکل سے آنسو کنٹرول کیے تھے وہ اس بے حس انسان کے سامنے کبھی نہیں روسکتی تھی۔

جو تم نے ہمارے ساتھ کیا، کیا وہ کافی نہیں تھا؟ جاو یہاں سے۔ رخسار بیگم نے اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے کہا۔

وہ شخص ہنسا،

ارے رخسار، چلا جاوں گا، پر پہلے بات تو سن لو۔ میں آج لڑنے نہیں آیا، تحمل سے بات کرنے آیا ہوں۔ تمہارا بیٹا کیسا ہے؟ بڑا بزنس مین بن گیا ہے،

Clubb of Quality Content

رخسار کی آنکھوں کے کنارے آنسوؤں سے بھر گئے تھے لیکن انہوں نے ہاتھ سے صاف کیے۔ کمرے کی فضا بوجھل ہو گئی تھی۔ ان کے دل میں ماضی کی وہ تمام چیخیں گونج رہی تھیں جنہیں وہ سالوں سے دفن کر چکی تھیں۔ ان کے وجود پر جیسے ہر یاد کا زخم تازہ ہو گیا تھا۔

وہ چپ چاپ بیٹھی رہیں۔ کچھ بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ ان کے سامنے بیٹھا شخص اب بھی مسکرا رہا تھا، مگر رخسار کے دل میں وہ مسکراہٹ ایک خنجر بن کر چبھ رہی تھی۔

وقت تھم گیا تھا۔

رخسار نے نظریں نیچی کر لیں۔ ماضی واپس آ گیا تھا۔

اور اس بار، وہ اسے روک نہیں سکتی تھیں۔

اس کی آنکھوں میں آج بھی وہی تکبر جھلک رہا تھا۔ سفید شرٹ کے کالر کو درست کرتے ہوئے وہ بڑے اطمینان سے بولا،

ویسے ایک بات تو ہے، تمہارا بیٹا تمہیں لے کر حد درجے کا حساس ہے۔ وہ تمہیں مجھ سے بچانے کے لیے پاکستان آنے ہی نہیں دیتا تھا۔

دلاور کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔ اس کی ہنسی، رخسار کے وجود میں خنجر کی طرح چبھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن اُسے کون سمجھائے کہ میں دلاور اورنگزیب ہوں، میں جو چاہتا ہوں وہ حاصل کر کے رہتا ہوں۔اپنی مثال ہی لے لو، تمہیں پانا میری ضد تھی، تمہیں پا کر چھوڑ دیا۔

رخسار کے چہرے پر ایک لمحے کو لرزش آئی۔ان کی آنکھوں کے نیچے ہلکی سی نمی ابھرنے لگی مگر انہوں نے ضبط سے پلکیں جھپکیں۔آواز بھاری تھی، مگر لہجہ ٹھوس،

سرمد کی زندگی سے دور رہو۔میری اور اُس کی زندگی جتنی تم نے برباد کرنی تھی کر لی ہے۔میرے بیٹے کو اگر تم نے کسی قسم کا بھی نقصان پہنچایا تو اب کی بار میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔

دلاور نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔

تم ؟دلاور کا قہقہہ پھر گونجا جیسے وہ رخسار کے زخموں پر نمک چھڑک رہا تھا۔

کچھ بھی نہیں کر سکتیں تم رخسار۔ویسے لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں، جو ماں باپ کے لاڈلے ہوتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ شوہر کے بھی لاڈلے ہوں۔

رخسار کی آنکھوں میں ایک چنگاری سی بھڑکی مگر دلاور کے چہرے پر زہر بھری مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

تمہارا بیٹا بلکل اپنے نانا پر گیا ہے۔دیکھا ہے میں نے اُسے، مجھ پر تو اُس کا ایک نقش بھی نہیں گیا۔اُس کی عادتیں بھی اپنے نانا والی ہیں۔

ویسے تم خوش نصیب رہی ہو رخسار، ایک بیٹے اور ایک باپ کے پیار کے معاملے میں۔

ایک میرے چچا جان تھے جو تمہیں بے انتہا چاہتے تھے، تمہاری رخصتی برداشت نہیں ہوئی تو چل بسے۔اور ایک تمہارا بیٹا ہے، جس کی سانسیں تم میں اٹکی ہیں۔ تمہیں کچھ ہو گا تو وہ جیتے جی ویسے ہی مر جائے گا۔

رخسار کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔آنکھوں کے سامنے بیٹے کا معصوم چہرہ لہرا گیا۔

بس کرو، اپنی بکواس بند کرو دلاور۔میرے سرمد کو تم نے ہاتھ لگانے کی بھی کوشش کی نا، تو میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔میں وہ رخسار نہیں ہوں اب جو تمہارے ظلموں کے سامنے خاموش ہو جاتی تھی، میں ایک ماں ہوں۔اور ایک ماں کے سامنے اگر اُس کے بچے کو خطرہ ہو اتو وہ کچھ بھی کر گزرے گی۔

دلاور کے چہرے پر پھر وہی زہر گھلا طنز ابھرا۔

کیا کر لو گی تم رخسار؟

اچانک اس کی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک اتر آئی۔

تین سال پہلے میں نے تمہارے بیٹے پر جان لیوا حملہ کروایا تھا۔یقیناًاُس نے تمہیں نہیں بتایا ہوگا۔ چلو، میں بتادیتا ہوں۔

رخسار بیگم کا رنگ ایک دم سفید پڑ گیا۔ان کی انگلیاں لرزنے لگیں۔لبوں پر کوئی لفظ نہیں آیا،بس سانس اٹک کر رہ گئی۔

دلاور نے آہستہ آہستہ بات جاری رکھی، جیسے کسی کہانی کا لطف لے رہا ہو۔

مجھے نہ تم سے کوئی لینادینا تھانہ تمہارے بیٹے سے۔ لیکن تین سال پہلے اُس نے مجھے شکست دی،سب کے سامنے میری تذلیل کی۔

ایک زمین تھی، کئی بزنس مین اس کے پیچھے تھے۔ میں وہ زمین ہر حال میں چاہتا تھا۔ مگر سرمد نے خریدلی۔ میں نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی، پیار سے بھی، طاقت سے بھی، لیکن اُس نے میری بات نہیں مانی۔

میرے وقار کی دھجیاں اڑادی اُس نے،اور پھر میں نے ارادہ کیا کہ اسے چھوڑوں گا نہیں۔

...ایک تو وہ تمہارا بیٹا تھا،اس بات کا غصہ الگ،اور دوسرا وہ زمین

پھر میں نے اُس پر حملہ کروادیا۔

وہ بلند قہقہہ لگاتے ہوئے صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

لیکن وہ تو قسمت کا لاڈلا نکلا۔میری چالوں کے باوجود بچ گیا۔میں نے تو سوچا تھا دو گھنٹے سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا۔اُس کے پاس حفاظت کے لیے کوئی نہیں تھا، پھر بھی بچ گیا۔پتہ نہیں کیسے۔

رخسار کے کانوں میں اُس کی آواز مدھم ہو گئی۔دنیا جیسے گھومنے لگی۔ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، دل میں صرف ایک صدا گونج رہی تھی،

میرا بچہ...میرے سرمد پر حملہ؟

دلاور کی آواز پھر گونجی،

چلو چھوڑو یہ سب، تین سال پرانی بات ہے۔اب کی بات سنو۔

اب وہ اپنے بزنس کے لیے بہت سنجیدہ ہے۔تمہیں پتہ ہے وہ آج کل لاس میں جا رہا ہے۔پتہ ہے کیوں؟

کیونکہ میں اُس کے سارے کام رکوا رہا ہوں۔میں اُسے آسانی سے تو نہیں چھوڑ سکتا تھا نا۔

وہ مسکراتے ہوئے آگے جھکا،

ویسے ماننا پڑے گا، تمہارا بیٹا ذہین ہے۔رمیز کو پہلی نظر میں پہچان گیا تھا کہ وہ اُس کا کچھ نہ کچھ لگتا ہے، رمیز کے نین نقش مجھ پر گئے ہیں ناں تو جو بھی دیکھتا ہے یہی کہتا ہے، اور اوپر سے

میرے بیٹے کے ساتھ میرا نام جڑا ہوا ہے کوئی بھی پہچان لے۔ لیکن میں نے ایسی چال چلی کہ اُسے اپنی سوچ پر شک ہونے لگا۔ میں نے اُس کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ رمیز کا اُس سے کوئی لینا دینا نہیں اور نہ ہی وہ میرا بیٹا ہے۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ اُنہیں سچ معلوم ہو۔ خون میں کشش تو ہوتی ہے، لیکن اگر رمیز کو پتہ چل جاتا تو وہ مجھ سے سوال کرتا۔ اور سچ جاننے کے بعد وہ میرے سالوں کی محنت ضائع کر دیتا، بھلا کوئی برائی کی طرف کیوں جائے گا؟؟ وہ بھی اچھائی کا مورت بنا اس راستے سے ہٹ جاتا، اگر وہ بھی ہٹ جاتا تو میرے عیش اور سکون کی زندگی کا کون سہارا ہوتا؟؟

میں نے اُس کے دل میں اتنی نفرت بھری سرمد کے لیے، کہ اب وہ چاہ کر بھی اُس کے قریب نہیں جا سکتا۔ اور نہ ہی وہ اس کام سے پیچھے ہٹ سکتا ہے۔

رخسار بیگم کے آنسو اب بے قابو بہنے لگے۔ دلاور کے ہر جملے کے ساتھ اُن کا دل جیسے کٹتا جا رہا تھا۔

دلاور نے سرد مسکراہٹ کے ساتھ بات مکمل کی،

اور یقیناً تمہارا بیٹا اگر جان لیتا کہ رمیز اُس کا سوتیلا بھائی ہے، تو وہ اُسے ضرور بچانے کی کوشش کرتا۔ بھائی چارہ میں نہیں، انسانیت کے ناطے کیونکہ وہ ایسے انسانیت کے بہت کام کرتا رہتا

Clubb of Quality Content

ہے معلوم ہے مجھے۔جو انسان دوسرے بچوں کی زندگی سنوارنے کے لیے دن رات مدد کر رہا وہ بھی چھپ کر تو سوچو جب اُسے پتہ چلے گا کہ رمیز اس کام میں اپنی مرضی سے نہیں آیا تو کیا وہ اُسے نہیں بچائے گا؟؟

ضرور بچاتا۔ویسے تمہارا بیٹا بزنس کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے اچھے کام کر رہا ہے کئی این جی او، یتیم خانے میں ہر مہینے لاکھوں کی تعداد میں پیسہ ڈونیٹ کرتا ہے۔اُسے سمجھاوا گر وہ یہی کرتا رہے گا تو ایک دن خالی ہو جائے گا۔ویسے اُس نے تمہیں اس بارے میں بھی نہیں بتایا کیونکہ اُس نے اپنی یہ نیکی کسی کو عیاں کی ہی نہیں۔لیکن دلاور سے کچھ چھپا رہ نہیں سکتا۔خاص کر اپنے دشمنوں کا تو بلکل بھی نہیں اس لیے مجھے اُسکی ہر خبر بھی نظر رکھنی ہوتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لیکن میں نے ان دونوں کے بیچ وہ زہر ڈال دیا ہے جو کبھی نہیں نکلے گا۔

پیسہ...بہت بری چیز ہے رخسار۔انسان کو انسان نہیں رہنے دیتا۔اور شاید مجھے بھی نہیں رہنے دیا۔اچھائی تو میرے خون میں تھی ہی نہیں،

وہ ایک لمحہ خاموش رہا، پھر اس کے چہرے پر وہی زہریلی نرمی لوٹ آئی۔

چلو اب تم کچھ بولو کیسی گزر رہی ہے میرے بغیر زندگی؟

وہ آہستہ آہستہ بولا، جیسے ہر لفظ کو چاقو کی طرح تراش رہا ہو۔

کینیڈا میں کیسے رہ رہی ہو؟

رخسار نے اس کے چہرے پر دیکھا، مگر زبان خاموش تھی۔ دل کی دھڑکن تیز تھی، مگر لبوں پر کوئی حرف نہ آیا۔

دلاور نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی، پھر لہجہ بدل کر بولا،

پاکستان آیا کرو کبھی کبھی۔ میں تم پر اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتا، ہاں مگر اگر کبھی لگا کہ سرمد میرے کاموں میں رکاوٹ ڈال رہا ہے، تو پھر شاید مجھے تمہیں نقصان پہنچانا پڑے۔

ویسے نہ مجھے تم سے کل کوئی مطلب تھا اور نہ آج ہے۔

رخسار کے ہاتھ لرزنے لگے۔ انہوں نے دوپٹے کا کونہ مٹھی میں جکڑ لیا۔

تم کر ہی کیا سکتی ہو رخسار؟

دلاور کے چہرے پر زہریلا طنز ابھرا۔

پھر وہ آرام سے صوفے سے اٹھا، کوٹ کے بٹن بند کیے اور ایک نظر دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چلو اب میں چلتا ہوں۔ مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔ مجھے سوچنا ہے کہ تمہارے بیٹے کو نقصان کیسے پہنچاؤں۔ نفرت ہے مجھے تم دونوں سے۔ اگر تم میری بات مان لیتیں تو آج ہم ایک ساتھ زندگی گزار رہے ہوتے۔

لیکن نہیں، تمہیں تو ہمیشہ اچھا بننا ہوتا ہے نا۔

وہ ہنسا۔ ایک ایسی ہنسی جو رخسار کے دل کے اندر تک اُتر گئی۔

دلاور نے ایک لمحہ کے لیے رک کر رخسار کے چہرے کو غور سے دیکھا، پھر بولا،

ویسے تم ہو بہت خوبصورت۔ بڑھاپے میں بھی جوانی جیسا حسن ہے تمہارے پاس۔ دوسری شادی کر لیتی، کیوں زندگی برباد کر رہی ہو؟

خیر، میں مزید نہیں رکنا چاہتا۔ امید ہے کہ تم اپنے بیٹے کو میرے بارے میں بتا کر اُسے پریشان نہیں کرو گی۔

باقی تمہارے بیٹے سے بدلہ میں خود لے لوں گا۔

یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ اس کے قدموں کی چاپ دروازے کے باہر تک سنائی دی، اور پھر دروازہ دھڑ سے بند ہونے کی آواز گونجی۔

کمرے میں اب مکمل خاموشی تھی، ایسی خاموشی جو کانوں میں چیخوں کی طرح گونجتی ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار کچھ دیر وہیں ساکت بیٹھی رہیں۔اس کی آنکھیں دروازے پر جمی رہیں جہاں سے دلاور ابھی گیا تھا۔پھر جیسے کسی نے ان کے اندر کا بند باندھ توڑ دیا ہو،وہ اٹھیں اور ڈگمگاتے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

دروازہ بند کرتے ہی وہ زمین پر بیٹھ گئیں۔ان کا وجود لرز رہا تھا۔اور پھر اس کے ہونٹوں سے ایک دبی ہوئی چیخ نکلی۔

وہ رونے لگیں،اتنا روئیں کہ آنسوؤں نے ان کے دوپٹے کو بھگو دیا۔اس کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

میں کمزور ہوں...میں انتہا کی کمزور ہوں

وہ بار بار یہ الفاظ دہرا رہی تھیں،جیسے اپنے آپ سے نفرت کرنے لگی ہوں۔

میرے بیٹے کو...میری وجہ سے...میری غلطیوں کی سزا مل رہی ہے۔اس کے الفاظ آنسوؤں میں ڈوب گئے۔

مجھے ابا نے سمجھایا تھا،کہا تھا کہ فطرت کبھی نہیں بدلتی۔لیکن میں نے نہیں مانی۔

میں نے کیوں نہیں مانی تھی ان کی بات؟وہ اپنے بالوں میں ہاتھ ڈال کر رو پڑیں۔

دلاور کی فطرت...اس کی وہی سوچ،وہی زہر،وہی انا...آج بھی وہی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

آج بھی وہ عورت کو چار دیواری میں قید سمجھتا ہے۔

آج بھی وہ سمجھتا ہے کہ عورت بس اس کے حکم پر سر جھکانے کے لیے بنی ہے۔

وہ چیختی جا رہی تھیں،

کیوں...؟؟ کیوں دلاور؟؟

میں نے کیا بگاڑا تھا تمہارا؟؟ آنکھوں کے سامنے بیٹے کا چہرہ آ گیا۔ سرمد کی مسکراہٹ، اس کی معصوم آنکھیں، اس کا بچپن۔۔

رخسار کا دل پھٹنے لگا۔ وہ سر کو گھٹنوں میں چھپا کر بیٹھ گئیں۔

ان کی سسکیاں رکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ کمرے کی دیواروں پر ان کی آواز گونج رہی تھی۔ باپ کی میت پر نہ جانے کا دکھ، گھر والوں سے برسوں کا فاصلہ، تنہائی کا زہر، اور اب بیٹے کے دشمنوں کی خبر۔ سب کچھ ایک ساتھ اس کے ذہن میں گھوم رہا تھا،

میں سرمد کو کھو نہیں سکتی۔ میں اُسے اور کوئی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔

وہ بے بس تھی۔ رخسار بیگم روتی جا رہی تھی اور درد بڑھتا جا رہا تھا۔ آنسو روانی سے اس کی آنکھوں سے نکل رہے تھے۔ کوئی نہیں تھا ان دونوں کے پاس۔ کوئی سہارا کوئی رشتہ نہیں۔ وہ دونوں ماں بیٹا بلکل تنہا تھے اس دنیا میں اور آج بھی وہی تنہائی کاٹ رہے

(*****)

دن کا وقت تھا۔ سورج اپنی تمازت کے ساتھ کھڑکی سے اندر جھانک رہا تھا، اور اسٹوڈیو کی دیواروں پر پڑنے والی دھوپ کے دھبے رنگوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

رابیل برش کے لمس میں گم تھی۔ اس کے سامنے رکھا کینوس جیسے اس کی سانسوں کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ وہ رنگ بھرتی جاتی اور اپنی ہی دنیا میں کھو جاتی۔ برش کے ہر اسٹروک میں اس کی دلی کیفیت جھلکتی تھی، پرسکون مگر کہیں اندر ایک ہلکی سی بے چینی۔

کچھ دیر بعد اس نے آخری اسٹروک لگایا، پیچھے ہٹ کر پینٹنگ کو غور سے دیکھا، پھر سانس چھوڑ کر مسکرا دی۔ اسی لمحے فون کی بیل بجی۔

اسکرین پر ایک نام جگمگا رہا تھا "سر مدسر۔ رابیل کے ماتھے پر ہلکی سی شکن ابھری۔

میسج کھولا تو مختصر سا پیغام تھا

سائٹ پر جانا ہے باہر آ جائیں۔

وہ لمحے بھر کو ساکت رہی، پھر آہستہ سے برش نیچے رکھا۔ پھر ایک لمبی سانس لی، اپنا دوپٹہ درست کیا، اور سب کچھ وہیں چھوڑ کر اسٹوڈیو سے باہر نکل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باہر سرمد کی گاڑی حسبِ معمول کھڑی تھی۔اس نے خاموشی سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔

انجن کی آواز کے ساتھ گاڑی آگے بڑھی۔ سرمد کے چہرے پر وہی سنجیدہ تاثر تھا جو ہمیشہ رہتا تھا۔نہ کوئی سلام، نہ رسمی بات۔بس کام، کام، اور صرف کام۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی اس گھر کے باہر رکی۔رابیل جلدی سے گاڑی سے نکلی اور گھر کے اندر داخل ہوئی۔

رابیل نے سامان نکالا، بغیر کچھ کہے اپنا کینوس لگایا اور کام میں مصروف ہو گئی۔

سرمد چند قدم کے فاصلے پر کھڑا کینوس کو دیکھ رہا تھا، مگر اس کی نگاہیں کبھی کبھار چپکے سے رابیل پر پڑ جاتیں تھیں

رابیل نے برش اٹھاتے ہوئے کہا،

سر، مین ہال کے لیے میں کوئی اچھا سا تھیم سوچ کر بناؤں گی۔کچھ نیا بنانا چاہتی ہوں لیکن سوچنے میں وقت لگے گا۔

سرمد نے اپنے مخصوص انداز میں کہا،

ناول کلب
Clubb of Quality Content

مجھے کام سے مطلب ہے۔ میری بلا سے آپ دس گھنٹے بیٹھ کر سوچیں۔ کیونکہ میرے گھر جانے کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔

گھر کا لفظ سنتے ہی رابیل چونک گئی۔ ایک دم اُسے یاد آیا، آج تو شاپنگ پر جانا تھا رمیز کے ساتھ!

چہرے پر لمحے بھر کے لیے گھبراہٹ ابھری، لیکن اگلے ہی پل اس نے خود کو سنبھالا۔ اور سرمد کی طرف دیکھ کر بولی،

نہیں، میں نے سوچ لیا ہے۔ میں ابھی بناتی ہوں۔ وہ تیزی سے بولی۔

سرمد کے لبوں پر ایک ہلکی سی دبکھی مسکراہٹ آئی، مگر اس نے چھپالی۔

ٹھیک ہے، جو کرنا ہے کریں۔

رابیل نے برش اٹھایا اور کام میں مصروف ہو گئی۔ وقت جیسے بھاگ رہا تھا۔ وہ ہر آدھے گھنٹے بعد گھڑی دیکھتی، پھر خود کو کوستی۔ بس تھوڑا سا رہ گیا... ابھی کر لیتی ہوں

سرمد اُس کی اس حرکت کو کب سے بیٹھا نوٹ کر رہا تھا۔ سرمد نے آخر پوچھ ہی لیا،

کہیں جانا ہے آپ کو؟ ہر دس منٹ بعد گھڑی کیوں دیکھتی ہیں؟

رابیل نے چونک کر کہا،

نہیں، بس ویسے ہی۔ وہ جھوٹ بولتے ہوئے نظریں جھکائے رنگ مکس کرنے لگی۔ کیونکہ اگر اس نے کہا کہ شاپنگ پر جانا ہے تو سرمد ضرور کوئی نیا کام دے دیتا۔

سرمد نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا، پھر مسکرا کر سر جھٹک دیا۔

کچھ دیر بعد آخرکار اس نے پینٹنگ مکمل کر لی۔

ہو گیا سر، بس یہ والا تھیم مجھے مناسب لگا۔

اور پھر وہ برش سمیٹنے لگی۔

سرمد قریب آیا اور میز پر رکھے رنگوں کو دیکھا۔ وہ ساری پینٹنگز کو غور سے دیکھ رہا تھا جب اس کی نظر پینٹ کلرز پر پڑی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر پینٹ کے ڈھکن کھولے رہیں تو یہ خشک نہیں ہو جاتے؟ سرمد نے آبرو چکا کر رابیل سے پوچھا، رابیل جو بس گھر جلدی جانے کے چکروں میں اندھا دھند کام کر رہی تھی، کبھی برش سمیٹ رہی تھی اور کبھی کینوس کو آخری بار دیکھتی۔

بلکل سر، وہ تو جلدی خشک ہو جاتے ہیں۔ رابیل سارے کلرز اکھٹے کرتے ہوئے بولی۔

اور میں بھی یہی کہہ رہا ہوں ...

وہ رکا، پھر اشارہ کرتے ہوئے بولا، ایک نظر اپنے ہاتھ میں پکڑے کلرز پر ڈالیں، سمجھ آجائے گا۔

رابیل نے اپنے ہاتھ میں پکڑے کلرز پر نظر دوڑائی، واقعی سب کے ڈھکن کھلے تھے۔

اوہ! میں ابھی بند کرتی ہوں۔ رابیل اپنی اس حرکت پر کافی شرمندہ ہوئی،۔

وہ جلدی جلدی ایک ایک کر کے بند کرنے لگی۔ لیکن عجلت میں ایک ٹیوب کو بند کرنے کے بجائے دبا دیا۔

پچھچک، پینٹ سیدھا سرمد کی سفید شرٹ پر جا لگا۔ چند لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔ پھر سرمد نے شرٹ کی طرف دیکھا، اور طنزیہ لہجے میں بولا،

"گریٹ۔ مور ہیسٹ، لیس سپیڈ۔"

کلمزی تو آپ پہلے ہی تھیں، اب امپلسیو بھی ہو گئیں۔

رابیل کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

سوری سر، میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔

رابیل جلدی سے اپنے بیگ کی طرف بڑھی اور ٹشو نکال کر سرمد کے پاس آئی میں صاف کر دیتی ہوں۔

نہیں، رہنے دیں۔ اٹس پینٹ کلر، صاف نہیں ہو گا۔ میں مینیج کر لوں گا۔

اس نے جیب سے گاڑی کی چابی نکالی۔ پھر پلٹ کر بولا،

اب چلیں گی یا ابھی کچھ اور کرنا باقی ہے؟

رابیل شرمندگی سے نظریں جھکائے اس کے پیچھے چلنے لگی۔

راستے میں دونوں خاموش تھے۔ گاڑی کے اندر صرف اے سی کی ہلکی سی آواز گونج رہی تھی۔ رابیل دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ جلدی سے گھر پہنچ جائے۔ وقت جیسے ضد میں آ گیا تھا۔

جلدی کے چکروں میں وہ لیٹ ہی گھر پہنچی تھی۔ دروازہ کھول کر اندر آئی تو گھر نسبتاً خاموش تھا۔

بیگ صوفے پر رکھتے ہوئے بولی، رابیل نے خاموشی دیکھ کر سوال کیا۔

بی جان اور ماما کہاں ہیں؟

آفتاب صاحب نیوز دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بغیر نظریں ہٹائے کہا، وہ لوگ شاپنگ پر گئے ہیں۔

پھر عریبہ چاکلیٹ کھاتے ہوئے بولی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آپ بھی ریڈی ہو جائیں، رمیز بھائی لینے آ رہے ہیں۔

کیا؟ رمیز؟ رابیل نے چونک کر پوچھا۔

آفتاب صاحب نے چینل بدلا اور بولے، ہاں، تمہارا انتظار کیا گیا تھا، تم آئیں نہیں، تو وہ لوگ چلے گئے۔

اب رمیز تمہیں لینے آئے گا۔ سب وہیں ہوں گے، پریشان نہ ہو۔

رابیل کے چہرے پر شرمندگی جھلکنے لگی۔

جی بابا، ٹھیک ہے۔

وہ اپنے کمرے میں گئی، فریش ہوئی، کپڑے تبدیل کیے۔ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا،

اچانک باہر گاڑی کا ہارن بجا۔

آفتاب صاحب کی آواز آئی،

رابیل بیٹا، رمیز آ گیا ہے

رابیل نے پرس اٹھایا، آخری بار آئینے میں خود کو دیکھا۔ اور جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔

لاونج سے ہوتے ہوئے وہ باہر گیٹ کے پاس آئی۔

رابیل نے گیٹ سے باہر قدم رکھا تو سامنے رمیز کی گاڑی کھڑی تھی، چمکتی دمکتی بلیک جی ویگن۔ گاڑی کا رنگ اتنا گہرا تھا کہ سورج کی تیز روشنی اس پر عکس بننے کے بجائے اس میں جذب ہو رہی تھی۔ ہیوی وہیلز، ٹنٹڈ گلاس، اور انجن کی ہلکی سی گڑگڑاہٹ، منظر ہی کچھ ایسا تھا کہ ایک لمحے کو تو رابیل رکی، آنکھیں تنگ کر کے گاڑی کو دیکھنے لگی۔

ہونٹوں پر شرارت بھری مسکراہٹ ابھری۔

"ایک تو تم ویسے ہی مجھے مشکوک لگتے ہو...اور اوپر سے یہ تمہاری کڈنیپر کار۔ رابیل گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے بولی"۔

رمیز جو موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا، اچانک چونک کر بولا،

"کڈنیپر کار؟ آپ میری جی ویگن کی توہین کر رہی ہو؟"

رابیل ہنسی روک نہ پائی۔

"ہاں تو! بلیک باڈی، ٹنٹڈ ونڈو، ہیوی ویلز...اگر میں کوئی ناول لکھتی تو یقین کرو، یہ گاڑی کسی ولن کی ہی ہوتی۔"

رمیز نے قدم آگے بڑھائے، دروازہ کھولا، اور ایک ہلکی سی جھکاؤ کے ساتھ بولا،

"اور آپ اُس ناول کی ہیروئن ہوتی،"

رابیل نے آنکھیں گھمائیں۔ گاڑی میں بیٹھی اور دروازہ بند کرتے ہوئے بولی،

"ہیروئن کو اغوا کرنے والی جی ویگن۔ مجھے کہیں سے بھی ہیرو والی نہیں لگتی۔ کیونکہ ہیروئن ہمیشہ ہیرو کی ہوتی ہے ولن کی نہیں۔ اور یہ کار ولن پر ہی سوٹ کرتی ہے۔"

رمیز نے دروازہ بند کرتے ہوئے چہرے پر مصنوعی سنجیدگی لائی، مگر آنکھوں میں وہی چمک باقی تھی۔

"اس بار ولن کی ہو جائے گی تو کوئی قباحت نہیں"، وہ سٹئیرنگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا،

کیا؟؟؟؟ رابیل نے چونک کر پوچھا

رمیز نے بات بدل دی۔ میں کہہ رہا تھا کہ۔

"لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ گاڑی میری پرسنیلٹی پر پرفیکٹ لگتی ہے۔"

رابیل نے قہقہ لگایا، "پھر تو لوگ یا تم سے ڈرتے ہونگے، یا سیکریٹلی تھرل انجوائے کرتے ہونگے۔"

رمیز نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ انجن کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ گاڑی رفتار پکڑنے لگی۔

"اور آپ؟ آپ کس کیٹیگری میں آتی ہو، دلربا؟"

'رابیل نے چونک کر اپنی طرف اشارہ کیا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں ؟ میں تو تھرڈ کیٹیگری سے ہوں...جو کڈنیپنگ سے پہلے کڈنیپر کو سائیکلوجیکل ٹارچر دیتی ہے۔"

رمیز کی ہنسی دبی نہ رہی۔

"پھر تو آپکو کسی میوزیم میں رکھنا چاہیے، ریئر اینڈ پرڈیٹیکٹیبل اسپیشیز کے سیکشن میں۔"

رابیل نے مصنوعی سنجیدگی سے سر ہلایا۔

ہر بار جب میں تمہاری گاڑی کو دیکھتی ہوں تو میرا دل کہتا ہے کہ یہ بندہ چور ہے، بس سوٹ پہنا ہوا ہے۔

رمیز نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بندہ چور نہیں...کلاسی کڈنیپر ہے، جو صرف دل چراتا ہے۔"

اچھا؟اور یہ گاڑی لگتی ایسے ہے جیسے اندر پورا ٹارچر روم چھپا ہوا ہو۔

آپ کو تو بس بیٹھنا ہے۔ٹارچر تو تب شروع ہو گا جب آپ خود کنفیس کرو گی کہ آپ کو تھرل پسند ہے...رمیز نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

تھرل نہیں، تمہاری گاڑی پیور تھریٹ لگتی ہے۔جیسے اگلے موڑ پر ہو سٹیج بنا لو گے۔

رمیز نے ہلکا سا جھک کر بولا،

تو پھر دلربا، سنبھل جاؤ... کیونکہ کڈنیپنگ شروع ہو چکی ہے،

پھر اُس نے نظریں سامنے سے ہٹائیں اور رابیل کی طرف دیکھ کر کہا۔

مگر دل کی۔

رابیل نے قہقہ لگایا۔

لگ تو نہیں رہا۔ تمہاری باتوں سے یہی لگتا ہے کہ کڈنیپنگ تم نے نہیں کی، تم نے خود کو

میرے حوالے کیا ہے۔

رمیز نے ہنستے ہوئے کہا،

آپ نے نوٹس نہیں کیا؟ گاڑی میں چلاتا میں ہوں، لیکن اسٹئیرنگ آپکے ہاتھ میں ہے۔

رابیل نے کندھے اچکائے،

"تم اس گاڑی میں کسی کو بٹھانے سے پہلے این ڈی ایم اے فارم سائن کروایا کرو۔ دل کی

نہیں تو دماغ کی پروٹیکشن تو ضروری ہے۔"

رمیز نے مسکراتے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرا،

"دل کی پروٹیکشن کی گارنٹی میں دیتا ہوں، بس آپ میری محبت کو سیریس لے لو۔"

رابیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"بس یہی تو فرق ہے تم میں اور مجھ میں... تم ایس یو وی ہو اور میں ایس یو وی بریکر۔"

رمیز نے دلچسپی سے اسے دیکھا،

"مطلب آپ مان گئی کہ میں طاقتور، اونچے سٹیٹس والا، تھوڑا ایروگینٹ... جیسے گاڑی کا ایس یو وی۔؟"

رابیل نے فوراً بات کاٹ دی،

"اور میں وہ ہوں جو تم جیسے مغرور لوگوں کی اکڑ توڑ دیتی ہے۔ رفتار روک دیتی ہوں۔ ایس یو وی بریکر، یاد رکھنا"

رمیز نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکنے کا اشارہ کیا،

جان لے لوں گی کیا؟

رابیل نے ہنستے ہوئے جواب دیا،

دل تو ہے مگر میں جیل نہیں جانا چاہتی۔ اس لیے تمہیں زندہ رہنے کا حق دے دیا۔

رمیز کا قہقہ گاڑی میں گونج اٹھا۔ ہوا کے جھونکے ونڈو سے اندر آرہے تھے۔ گاڑی کی رفتار کے ساتھ جیسے ان کی گفتگو بھی بہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد گاڑی گیگا مال کی عمارت سامنے آئی۔ چمکتی لائٹس، شیشے کے دروازے، اور رش میں چلتے لوگ، منظر مکمل طور پر بدل گیا۔

رمیز نے گاڑی پارک کی، باہر نکلا اور دروازہ کھول کر رسمی انداز میں بولا،

آیئے دلربا، آپ کا غلام حاضر ہے۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

رابیل نے اسے ایک نظر دیکھا، پھر مسکراتے ہوئے بولی،

مجھے اترنا آتا ہے، شکریہ۔ اور اس کی مدد لیے بغیر نیچے اتر آئی۔

دونوں مال کے اندر داخل ہوئے۔ روشنیوں سے جگمگاتے شیشے کے ڈیزائن، خوشبودار فضا، اور اطراف میں چہل پہل۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رابیل نے ادھر ادھر دیکھا،

باقی سب کہاں ہیں؟

رمیز نے بازو باندھے، چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ سجا کر کہا،

وہ کہیں اور سے شاپنگ کر رہے ہیں۔

رابیل کی آنکھیں پھیل گئیں،

مطلب تم نے مجھے جھوٹ بول کر یہاں بلایا؟

رمیز فوراً کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا،

نہیں نہیں ! بس سرپرائز دینا تھا... آپکو اغوا نہیں کیا، صرف تھوڑا سا وقت چُرا لیا۔

رابیل نے سر جھٹکا،

مجھے پتہ تھا، یہ کار صرف کڈنیپنگ کے لیے ہی بنی ہے

رمیز نے ہنستے ہوئے کہا،

تو پھر مان لو، میں وہ کلاسی کڈنیپر ہوں... اور آج کی شام آپکے نام۔

رمیز نے پرسکون لہجے میں کہا میں آپکو یہاں اس لیے لایا ہوں تاکہ ہم دونوں سکون سے شاپنگ کر سکیں۔

رابیل نے اس کی بات پر تیز نظروں سے دیکھا اور قدرے طنز بھرے انداز میں بولی۔

تم چلو پھر میں تمہیں بتاتی ہوں کہ سکون کیا ہے۔ رابیل کے دماغ میں شرارت سوجھی تھی

وہ اپنی ہنسی کو مکمل کنٹرول کرتے ہوئے سنجیدگی سے اُس کے ساتھ چل رہی تھی۔

پھر شروع ہوا رابیل کا شاپنگ مارا تھون۔

Clubb of Quality Content!

وہ ایک ایک شاپ میں جاتی، کپڑوں کے ریک دیکھتی، کچھ لمحے رکتی اور پھر چہرہ سکیڑ کر بغیر کچھ لیے باہر نکل آتی۔ رمیز پیچھے پیچھے خاموشی سے چل رہا تھا، وہ رابیل کی اس شرارت سے انجان تھا۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا اور رابیل کی یہ ضد ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

رمیز نے آخر تنگ آکر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا کہ اگر آپ کہیں تو میں خرید دیتا ہوں؟

رابیل نے فوراً پلٹ کر جواب دیا کوئی ضرورت نہیں، میں خود لے لوں گی۔

وہ ایک ڈیزائنر شاپ میں داخل ہوئی۔ چاروں طرف روشنی اور رنگوں کے مختلف ملبوسات آویزاں تھے۔ رمیز نے ایک خوبصورت پاؤڈر بلیو ڈریس اٹھا کر آگے کیا اور نرمی سے بولا۔

یہ آپ پر اچھا لگے گا۔

رابیل نے پلک جھپکائے بغیر کہا، نہیں۔

رمیز نے دوسرا ڈریس اٹھایا، یہ والا؟

نہیں۔

اچھا یہ تو ضرور اچھا لگے گا۔

بلکل بھی نہیں۔

Clubb of Quality Content

یہ والا؟؟رمیز ہر سکیشن میں جا کر اُسے کچھ نہ کچھ دیکھا رہا تھا اور وہ مسلسل انکار کر رہی تھی۔

اس کے انکار پر رمیز نے بس ہلکا سا سانس لیا۔ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا اور رابیل کا مشغلہ اب محض تنگ کرنے کا کھیل بن چکا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ بولی۔

چلو، وہاں چلتے ہیں، مجھے لگ رہا ہے وہاں سے کچھ پسند آ جائے گا۔

رمیز کے چہرے پر بے بسی اور محبت بھری مسکراہٹ ایک ساتھ ابھری۔

چلیں،اس نے مختصر جواب دیا۔

نئ شاپ میں داخل ہو کر رابیل نے ایک ڈریس اٹھایا۔رمیز نے بغور دیکھا، پھر نرمی سے کہا کہ ہاں، یہ واقعی اچھا لگ رہا ہے،اور جب آپ پہنیں گی تو اور بھی خوبصورت لگے گا۔

رابیل نے ناک چڑھائی اور قدرے تیز لہجے میں۔

رہنے دو، تم.... ہمیشہ تم یہی سے ہی بات شروع کرتے ہو" کہ تم پہنو گی تو اور اچھا لگے گا"، کبھی اصلی رائے بھی دے دیا کرو۔

رمیز نے شوخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

آپ کی ہر ہاں میں میرے لیے ایک رائے ہے میرا اوپینین ہے۔

رابیل نے گھور کر اُسے دیکھا، فضول باتیں بند کرو، سنجیدگی سے بتاؤ۔

"آپ کے تو ہر بات کو میں سنجیدہ ہی تو لیتا ہوں۔"

رابیل نے دو تین ڈریس ٹرائی کیے اور باہر آتے ہوئے آئینے میں خود کو دیکھ کر بولی۔

دل ہے کچھ لائٹ کلر کا لوں، جو میرے فیانس کے ساتھ کیوٹ لگے۔

رمیز کے چہرے پر خوشی کی ایک چمک سی دوڑ گئی۔ مطلب میرے ساتھ؟

رابیل نے آنکھیں گھما کر کہا۔

پھر مجھے کسی اچھے ڈیزائنر سے ڈریس لینا پڑے گا۔

رمیز نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا، جیسے کوئی بڑی کامیابی ملی ہو۔

"مطلب آپ مان گئیں کہ میں کوالیفائی کر گیا فیانس لسٹ میں،" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

رابیل وہاں سے بھی کچھ لیے بغیر نکل گئی، اور ہیلز سیکشن کی طرف بڑھ گئی۔

وہ راہ چلتے ہوئے جو پسند آرہا تھا لے رہی تھی لیکن مین شاپنگ ابھی تک اُس نے سٹارٹ ہی نہیں کی تھی۔

نہ نہ کرتے بھی وہ بہت ساری شاپنگ کر چکی تھی۔

دھیرے دھیرے بیگز رمیز کے ہاتھوں میں جمع ہونے لگے۔ایک ہاتھ میں شاپنگ بیگز، دوسرے میں موبائل۔ بالآخر رمیز نے تھک کر بیگز اپنے باڈی گارڈ کو پکڑا دیے اور گاڑی میں رکھنے کو کہا۔

رابیل نے فوراً اسے خالی ہاتھ دیکھا تو تیز لہجے میں بولی، تم اب اتنا بھی نہیں کر سکتے؟

رمیز نے مصنوعی مظلومیت سے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا، بندہ زخمی ہے دلربا، اتنا تو خیال کرو۔

رابیل نے فوراً چونک کر کہا کہ اوہ، میں تو بھول گئی تھی۔

رمیز نے ذرا جھک کر اس کے قریب ہوتے ہوئے آہستہ سے کہا کہ مجھے نہ بھول جایئے گا۔

رابیل نے مسکراتے ہوئے نظریں موڑلیں، پھر چھیڑنے کے انداز میں بولی کہ میں بھولنا چاہوں بھی تو تم بھولنے کہاں دو گے۔

دونوں ہیلز کی شاپ میں پہنچے۔رابیل نے شو کیس سے ایک جوڑا اٹھایا اور شرارت سے بولی کہ اگر میں ہیلز پہن کر تم سے لمبی لگنے لگوں تو تمہاری ایگو ہرٹ ہو گی؟

رمیز نے آنکھوں میں گہری مسکراہٹ لیے جواب دیا"، آپ ہیلز میں چاند بھی بن جائیں، "میں تب بھی زمین پر خوش ہوں، بس میرے ارد گرد گھومتی رہنا۔

رابیل ہنسی دبا نہ سکی اور فوراً بولی۔

"تم بالکل فلرٹ ایڈکٹ ہو۔"

رمیز نے دھیرے سے کہا

"ایڈکشن آپ ہیں۔"

کچھ دیر بعد وہ آئسکریم اسٹال پر رکے۔ ٹھنڈی ہوا میں ونیلا کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ رابیل نے اپنا کون لیا اور ہلکے لہجے میں بولی۔

اگر تمہیں اس ایک دن میں کوئی اور لڑکی پسند آجائے تو بتا دینا، میں میچ میکنگ اچھی کرتی ہوں۔

رمیز نے آئسکریم لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ آپ کے ساتھ میچ بن جائے بس، اور کچھ نہیں چاہیے۔

رابیل نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔ ہاں، اگر تمہیں تمہارے ٹائپ کی مل جائے، بورنگ، سلو، فلرٹ۔

رمیز نے جیسے ذرا برا سا مانتے ہوئے نظریں چرائیں اور دھیمے لہجے میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بس آپ جتنی بے خبر نہ ہو تو بہتر ہے۔وہ جیسے رابیل کے منہ سے اپنے لیے کسی اور لڑکی کا ذکر سن کر براماں گیا تھا۔

وہ دونوں اب ہنستے ہوئے باہر آ رہے تھے، جتنی شاپنگ ہو سکتی تھی انہوں نے کر لی تھی۔

اسی لمحے، جب وہ دروازے سے باہر نکل رہے تھے، ایک لڑکی تیزی سے رمیز کی سمت بڑھی۔اس کے قدموں میں عجلت تھی، چہرے پر پہچان کی حیرت۔

رمیز۔۔۔فائنلی مل ہی گئے۔

رمیز نے چونک کر پلٹ کر دیکھا۔چمکدار لباس، ہلکا میک اپ کی جھلک، اور وہی چہرہ جسے وہ پہچان گیا۔پارٹی والی لڑکی۔

اس کے انداز میں بے تکلفی، لہجے میں اپنائیت تھی۔

میں تو اس دن کے بعد تمہاری کال کا انتظار کر رہی تھی۔تم نے کی نہیں کوئی کال؟

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر آنکھوں میں سوال۔

رمیز کے چہرے پر لمحہ بھر کے لیے الجھن ابھری مگر پھر وہ اپنے مخصوص اعتماد بھرے انداز میں بولا۔

میں اب سیریس زون میں ہوں، فیانس والی کیٹگری میں۔

یہ کہتے ہوئے اس نے قدرے فخر سے رابیل کی طرف دیکھا۔لڑکی نے اب رابیل کی طرف نظریں ڈالیں۔

اوہ، یہ ہیں وہ؟ کیوٹ، لیکن ان ایکسپیکٹڈ۔لہجے میں حیرت کم، طنز زیادہ تھا۔

"ڈونٹ وری، وقت کے ساتھ ٹیسٹ بدل جاتا ہے انسان کا، رابیل نے ذرا تیز لہجے میں لڑکی کو جواب دیا۔"

وہ لڑکی ذرا اکڑ کر بولی، گڈ لک، اور تیز قدموں سے وہاں سے چلی گئی۔

کچھ لمحے فضا خاموش رہی۔رمیز نے آہستہ سے سانس بھری اور رابیل کے قریب آکر بولا کہ آپ کو دیکھ کر وہ شاک ہوئی۔

اس کے لہجے میں شرارت چھپی ہوئی تھی۔

رابیل نے بھنویں چڑھائیں، ہاں، کیونکہ اسے لگا ہوگا کہ تم جیسے لڑکے کے ساتھ میں کیسے؟

رمیز کے لبوں پر ہلکی مسکراہٹ آئی۔

تو مطلب آپ جیلس نہیں ہوئیں؟ زیرو پرسنٹ بھی نہیں؟

رابیل نے نظریں دوسری طرف موڑتے ہوئے کہا، جیلس؟ مجھے تمہارے ایکس، وائے، زی سے کیا لینا دینا۔

اس کے انداز میں بے نیازی تھی۔

دونوں خاموشی سے گاڑی کی طرف بڑھے۔ ہلکی ہوا ان کے درمیان خاموشی کو ہلا رہی تھی۔ پارکنگ کی لائٹس ان کے سائے لمبے کر رہی تھیں۔

رمیز نے دروازہ کھولا، رابیل اندر بیٹھی۔ گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہی وہ خاموشی سے سڑک پر نکل آئے۔

کچھ دیر بعد رابیل بولی، ویسے تم نے اس پارٹی والی کا لپ کلر دیکھا تھا؟ عجیب سا تھا۔

رمیز نے بغیر دیکھے جواب دیا، ہاں، بس اس کے عجیب ٹیسٹ نے ہی مجبور کیا مجھے اسے کال نہ کرنے پر۔

اس کے لہجے میں ہنسی تھی مگر آنکھوں میں صرف رابیل کا عکس۔

گاڑی فل سپیڈ میں دوڑ رہی تھی، شیشوں سے روشنیوں کی لکیریں اندر داخل ہو رہی تھیں۔

رمیز نے تھوڑا سا رخ اس کی طرف موڑا اور بولا، اگر آپ کے سامنے کسی اور کا لپ والا کمپلیمنٹ دے دیا تو آج زندہ نہیں بچوں گا۔

رابیل نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا، بالکل، بس اتنا ہو گا کہ تم فیانس لسٹ سے ایلیمینیٹ ہو جاو گے۔

Clubb of Quality Content

رمیز نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا، "آپ اپلی مینیٹ کر کے دیکھ لیں، میں تو نہیں ہونے والا۔"

گاڑی کے اندر اب ایک سکون سا پھیل گیا تھا۔ باہر شام گہری ہو چکی تھی۔

رابیل کھڑکی سے باہر دیکھتی ہوئی بولی، اچھا ہے ویسے، اتنا پیشنس ٹالریٹ بندہ کم ہی ملتا ہے آج کل کے دور میں۔

رمیز نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے کہا، شاید اسی لیے تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔

رابیل نے چپ چاپ آگے دیکھا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک چھپا سا اعتراف تھا، جو رمیز نے شیشے کے عکس میں صاف دیکھ لیا تھا۔ رابیل نے اُسکی ڈھکے چھپے لفظوں میں پہلی دفعہ تعریف کی تھی

(******)

شام ڈھل چکی تھی۔ تسنیم بیگم اور بی جان کپڑوں اور شاپنگ کے بیگز میں کھول کے بیٹھی تھیں۔ کپڑوں کے رنگ، جھلمل کرتے دوپٹے اور جوتوں کی چمک ماحول کو خوشی سے بھرا ہوا بنا رہے تھے۔

بی جان نے عینک درست کرتے ہوئے لسٹ پر نظر ڈالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بی جان۔ میرا تو دل تھا کہ کہیں باہر اچھی جگہ پر بات پکی کا سیٹ اپ کرتے۔۔ لیکن آپ کے کہنے پر گھر میں ہی رکھنا پڑا۔ آفتاب صاحب کل کی تیاریوں کا سوچتے ہوئے بی جان سے مخاطب ہوئے۔

بات پکی ہے، چھوٹی سی رسم ہے، اس کے لیے کیا باہر جانا۔ رابیل کو بھی کم ہجوم پسند ہے۔ تسنیم بیگم کپڑے ہینگ کرتے ہوئے مسکرائیں، اور ایک نظر سب پر ڈال کر بولیں۔

ہاں تسنیم صحیح کہہ رہی ہے، رابیل شور شرابے سے گھبراتی ہے، اور ویسے بھی شادی تو بعد میں دھوم دھام سے کریں گے۔

آفتاب صاحب نے مسکراتے ہوئے لسٹ کا ایک صفحہ پلٹا، بی جان نے اطمینان سے سر ہلایا، بس کل کا دن اچھے سے گزر جائے۔ اللہ خیر کرے گا۔

رابیل جو دن بھر رمیز کے ساتھ شاپنگ میں مصروف رہی تھی، تھکن سے چور اپنے کمرے میں لیٹی ہی تھی کہ نیند اسے اپنی آغوش میں لے گئی۔ وہ شاپنگ سے سے آتے ہی وہ سو گئی تھی۔

اچانک رات کے دس بجے اس کی آنکھ کھلی، آنکھ کھلتے ہی اُس کو سب سے پہلے خیال کل کی لیو کا آیا تھا۔

اوہ نہیں، میں نے سر مدسر کو لیو کا بتایا ہی نہیں۔'

وہ ہڑبڑا کر اٹھی، بیگ اور موبائل تلاش کرنے لگی۔ موبائل میز پر رکھا تھا۔ رابیل نے جلدی سے موبائل اٹھایا، اور واٹس ایپ کھولا۔ وہ سرمد کو مسیج کرنے کا سوچ رہی تھی کہ اچانک اُس کے ذہن میں خیال آیا۔

مسیج کیا اور سر نے سین نہ کیا تو میرے لیے مسئلہ ہو گا، اور سر پھر غصہ کریں گے۔

نہیں، میں کال کرتی ہوں، بہتر ہے۔ رابیل نے مسیج کرنے کا ارادہ ترک کر کے کال کی۔

کال دو رنگ کے بعد ریسیو ہوئی۔

رابیل پہلے تو کچھ نہیں بولی، پھر ایک دو سکینڈ کے بعد وہ بولی،

''سر کل مجھے لیو چاہیے۔ رابیل اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھا رہی تھی، اُس کے ذہن میں ہزار سوچیں تھی کہ اگر سرمد نے لیو نہ دی؟؟'' وہ بات کر کے اب مسلسل انگلیوں کو مڑور رہی تھی، جس سے رابیل کی بے چینی واضح ہو رہی تھی۔

دوسری طرف سے سرمد کی آواز بھاری اور تھکی ہوئی تھی۔

''ٹائم دیکھا ہے آپ نے؟ یہ کون سا وقت ہے مجھے انفارم کرنے کا؟''

رابیل ہکلا کر بولی،

"سر میں بزی تھی، مجھے یاد نہیں رہا تھا آپ کو انفارم کرنا۔"

"میں نے کہا تھا نا، نو لیو۔ سرمد کا لہجہ سخت تھا مگر اس کے اندر کہیں ایک ان دیکھی تھکن بول رہی تھی۔"

"سر، میری مجبوری ہے۔" رابیل اب اٹھ کر بے چینی سے چکر لگانے لگ گئی تھی۔

جو بھی ہو، آئی ڈونٹ کیئر۔ سرمد نے سرد مہری سے جواب دیا،

رابیل چکر لگاتے ہوئے جلدی سے بولی۔

"سر... میری کل بات پکی ہے... اس لیے نہیں آسکتی۔"

ایک لمحے کو فضا جیسے رک گئی۔ سرمد کا ہاتھ ہوا میں ٹھہر گیا، اس کی آنکھوں کی پتلیاں جیسے ساکت ہو گئیں۔

کیا؟ سرمد کی حیرانگی اس کیا لفظ سے واضح ہو رہی تھی۔

رابیل نے ایک دفعہ پھر بولا،

"میری بات پکی ہے سر... کل۔"

کال کے دوسری جانب چند لمحوں کی خاموشی چھا گئی۔

سرمد نے گہری سانس لی، جیسے دل کے اندر کچھ ٹوٹا ہو اور وہ آواز دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔

اوکے۔'

اس نے مختصر سا جواب دیا اور فون بند کر دیا۔ کمرے کی خاموشی جیسے اس کے اندر اتر گئی۔

فون بند ہوتے ہی وہ کچھ دیر یونہی خالی آنکھوں سے دیوار کو دیکھتا رہا۔ کچھ لمحے بعد اس نے فون میز پر رکھ دیا، کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔

اس نے آہستہ سے خود سے کہا، رابیل کی بات پکی؟؟ لفظ جیسے اس کے سینے میں کسی نوک دار خنجر کی طرح گڑ گئے۔

سرمد اپنے کمرے سے فوراً نکلا اور اپنے سٹوڈیو کا رخ کیا۔

کینوس، برش، رنگ، سب کچھ وہیں تھا۔ وہ آرام سے جا کر کرسی پر بیٹھ گیا اور سامنے دیوار پر لگے پورٹریٹ کو دیکھنے لگا، وہ کافی دیر اُس کو دیکھتا رہا،

پھر اس نے برش اٹھایا، سکیچ بنانا چاہا، لیکن رنگ بکھرتے جا رہے تھے۔ کوئی لکیریں ٹھیک نہیں بن رہی تھیں۔

سرمد اپنے کینوس کے سامنے بیٹھا تھا، ہاتھوں میں برش تھا مگر رنگ جیسے اس کی روح کے وزن تلے بوجھل ہو گئے ہوں۔ اس کی سانسیں تیز اور بے ترتیب تھیں۔

سرمد کے ہاتھ کانپنے لگے۔ غصے میں اس نے برش پھینک دیا، پھر کینوس۔

سب کچھ زمین پر گر گیا، رنگ، برش، کاغذ۔ اس کے اندر کی آگ ان چیزوں کے گرنے سے بھی ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ سرمد نے کرسی سے ٹیک لگائی، آنکھیں بند کیں۔

بات پکی... وہ مدھم آواز میں بولا، جیسے یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہو۔ مگر دل ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔

وہ آہستہ سے خود سے بول رہا تھا۔

مجھے خبر ہی نہ ہوئی کہ کب رابیل نے میرے دل کے ہر کونے میں جگہ بنا لی۔ نہ کوئی لمحہ، نہ کوئی اشارہ، بس خاموشی تھی جو آہستہ آہستہ اس کے دل کو اپنی گرفت میں لے گئی۔

اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ میری نہ ہوئی تو میری زندگی ایک خالی کمرے میں بدل جائے گی، جہاں یادیں ہوں گی مگر روشنی نہیں۔

"اس کے بغیر میں بکھر جاؤنگا۔ وہ چیخا، زور سے، اپنی ہنسی اور درد کے بیچ پھنسے ہوئے احساس کے ساتھ۔"

سرمد سکندر قریشی کو رابیل کے بغیر جینا نہیں آئے گا۔

وہ رابیل کی پینٹنگز کی طرف دیکھتا رہا، برش زمین پر رنگ بکھرے ہوئے، کینوس کے کنارے پر دبی ہوئی محبت اور ادھورا خواب سب سامنے آ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب جب وہ کسی اور کے نام ہو جائے گی۔اور میرا دل ٹوٹنے کی آواز بھی میں صرف خود ہی سنوں گا۔میری چاہت۔میری خاموشی میں دفن ہو جائے گی

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، برش بار بار زمین پر گر رہا تھا،وہ غصے اور درد سے ہر چیز دیوار سے مار رہا تھا، جیسے ہر ضرب سے اپنے اندر کے جذبات کو باہر نکالنا چاہ رہا ہو۔

وہ اونچا اونچا بولتا جا رہا تھا،اُس کا غصہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہو اور میں اُس مسکراہٹ کو دیکھوں۔نہ کہ اسے اپنی محبت کی زنجیروں میں قید کروں۔

"محبت کا اصل مطلب صرف پانا نہیں۔بلکہ اس کی خوشی میں اپنی ذات کو مٹا دینا ہے۔وہ خود کو تسلی دے رہا تھا یہ بول کہ۔"

"میں اس کے قدموں میں گر کر اپنی چاہت کی دہائی دے سکتا ہوں۔پر تب ہی۔۔۔۔۔۔۔جب وہ بھی میری طرف ایک نظر محبت سے دیکھے۔لیکن اگر اس کے دل میں میرے لیے کوئی جگہ ہی نہیں۔تو مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں اس کے راستے میں آنسوؤں کی دیوار بنوں؟"

"اگر وہ بھی مجھ سے کہہ دے کے وہ مجھ سے محبت کرتی ہے تو میں وقت ،رسم ،۔رواج دنیا سب کچھ چھوڑ کر اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لونگا۔ جسے پھر کوئی کبھی میرے ہاتھ سے جدا نہیں کر سکتا۔"

افسوس ! کہ اس کے دل میں تو میرے لیے وہ جگہ ہی نہیں تھی۔ جس کے لیے میں نے اپنی دنیا بسا رکھی تھی۔

"کیوں محبت نے مجھے بدلے میں محبت نہیں دی، محبت نے مجھے جو دیا ہے وہ صرف ایک ایسے درد کے جو ہر سانس کے ساتھ گہرا ہوتا جاتا ہے۔"

"ایسا درد جو کسی دوا سے ٹھیک نہیں ہوتا۔بس وقت کے ساتھ جسم کا حصہ بن جاتا ہے۔ شائد محبت کبھی مکمل ہی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔ شائد محبت کی خوبصورتی اسکے ادھورے پن میں ہے۔۔"

جہاں درد ہوتا ہے۔ خود کو کھو دینا ہوتا ہیا ور پھر۔۔۔۔۔۔اور پھر بھی مسکرا دینا ہوتا ہے۔

اب کی بار وہ اتنی زور سے چیخا جیسے اسکی روح کو تکلیف ہوئی ہو۔ وہ غصے سے ساری چیزیں دیوار پر مارتا جا رہا تھا۔

رخسار بیگم جو دوپہر سے ہی اپنے آپ کو کمرے میں بیٹھ کر روتی جا رہی تھی، ایک دم توڑ پھوڑ کی آواز سے اٹھ کھڑی ہوئی، اور اپنے کمرے سے نکل کر سرمد کے کمرے کی طرف بڑھی۔

کمرے میں کوئی نہیں تھا، انہوں نے اپنا رخ سٹوڈیو کی طرف کیا۔ سٹوڈیو میں داخل ہوتے ہی رخسار بیگم کی نظر پورے سٹوڈیو کی چیزوں پر پڑی جو ارد گرد ہر جگہ بکھری ہوئی تھیں۔

رخسار بیگم نے حیرت اور پریشانی سے سرمد کی طرف دیکھا، اور ان کی نظر اس کے ہاتھ پر گئی جہاں سے خون نکل رہا تھا۔

تور پھوڑ کے چکروں میں اُس کے ہاتھ پر بری طرح سے کوئی نوکیلی چیز سے کٹ لگ گیا تھا، لیکن اُسے بلکل بھی محسوس نہیں ہوا تھا، اسے وہ درد محسوس ہو ہی نہیں رہا تھا کیونکہ اس وقت اُس کے دل کا درد سب سے گہرا تھا۔

رخسا بیگم آگے بڑھیں، سرمد کے پاس گئی اس کو بازو دے جھنجھوڑا،

سرمد یہ تم نے کیا حال بنا رکھا ہے؟؟

میرے بچے یہ سب کیا ہے؟ رخسار بیگم نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جہاں سے خون نکل رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چلو میرے ساتھ سرمد، وہ سرمد کا بازو پکڑ کر باہر لے کر جانا چاہتی تھی لیکن وہ ہل ہی نہیں رہا تھا۔

سرمد روم میں چلو، تمہارے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے۔

ممی... سرمد صرف اتنا ہی بول پایا، اُس کی آواز مدھم مگر دل کے اندر کا صدا ابھرا ہوا تھا

رخسار بیگم زبردستی اُسے کمرے میں لے کر گئی، بیڈ پر بٹھایا، اور فرسٹ ایڈ باکس سائیڈ ٹیبل کے کیبنٹ سے نکال کر اُس کے پاس آئیں۔

وہ خاموشی سے اُس کے ہاتھ پر بینڈ تیج کر رہی تھی، آنسو اُن کی آنکھوں سے مسلسل نکل رہے تھے۔ ابھی دوپہر کا سر درد اُن کا ٹھیک ہوا نہیں تھا جواب سرمد کی یہ حالت دیکھ کر وہ مزید پریشان ہو گئی تھیں۔ بینڈ تیج کرنے کے بعد رخسار بیگم نے اس کے بال سہلائے۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کی سانسیں ہلکی کرنے کی کوشش کی،

پھر بڑے پیار سے انہوں نے سرمد کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

کیا بات ہے سرمد؟

سرمد خاموش رہا، آنکھیں بند، دل بھر کے درد اور ادھورے عشق کے احساس میں غرق۔

رخسار بیگم کی آنکھوں میں سرمد کے لیے بے چینی اور فکر کے رنگ صاف نظر آ رہے تھے۔

وہ بیٹے کی کیفیت کو محسوس کر رہی تھی، مگر کچھ بھی کر نہیں سکتی تھی، بس خاموشی سے اس کے دکھ کو بانٹ رہی تھی۔ سرمد کو خاموش دیکھ کر وہ بولیں۔

کیا جو میں سوچ رہی ہوں وہی حقیقت ہے؟ اب کی بار رخسار بیگم نے اُسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور بولیں،

سرمد کی آواز مدھم تھی، کانپتی ہوئی، جیسے خود سے سوال کر رہا ہو اور جواب خود جانتا ہو۔ مگر سرمد کی نظریں ابھی بھی نیچے تھیں، زمین اور اپنے ہاتھوں کے درمیان کہیں کھوئی ہوئی۔

میں کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں تم الجھے ہوئے ہو۔ کیا رابیل ہے؟

سرمد نے رابیل کا نام سن کر رخسار کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں درد اور بے قراری کے ساتھ حیرت بھی تھی۔

رخسار بیگم نے اپنی آواز میں نرمی اور تھوڑی اداسی کے ساتھ کہا کہ میں ماں ہوں تمہاری، مجھے تب ہی اندازہ ہو گیا تھا جب تم اپنا غصہ اُس کی بجائے کسی اور پر نکال رہے تھے۔

سرمد کے ہونٹ لرز رہے تھے، آنکھیں نم تھیں، دل ایک ناقابل بیان کیفیت میں تھا۔

Clubb of Quality Content

ہ جو بھی کرتی تھی تمہیں اچھا لگتا تھا۔ تم نے کبھی اسکو اس چیز پر بھی منع نہیں کیا جب وہ تمہارے گھر کے فیورٹ پارٹ لان کو اپنی مرضی سے سجا رہی تھی۔ تم نے کبھی اسکو کسی چیز سے نہیں روکا۔ میں تب ہی سمجھ گئی تھی کہ تمہارے دل میں رابیل کو لیکر کوئی تو احساس اور جذبہ ہو گا۔

سرمد نے لب کھولے۔

مجھے نہیں معلوم ممی کب، کیسے، اور کیوں یہ سب ہو گیا۔ لیکن جب سنا کہ وہ کسی اور کی ہونے جا رہی ہے تو میرے اندر عجیب سی کیفیت ہو گئی۔ ایسے جیسے میں سانس بہت مشکل سے لے رہا ہوں۔ ایسے جیسے کوئی مجھے میری ذات سے الگ کر رہا ہے۔ میں بکھر رہا ہوں ممی۔ میں ٹوٹ چکا ہوں۔

مجھے اتنے دکھ کیوں ملتے ہیں۔ میں اتنا دکھ اور تکلیف میں کیوں مبتلا ہوں۔

حالانکہ میں جانتا ہوں کہ یہ یکطرفہ ہے۔ نہ اسکے دل میں ایسا کچھ ہے اور نہ میں نے اسے آگاہ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی بہت تکلیف ہو رہی ہے ممی۔۔۔۔

کوئی مجھے پہلی دفعہ اچھا لگا تھا۔ لگا جیسے میں پھر سے کھل اٹھوں گا لیکن۔۔۔ میرے ہاتھ تو خالی رہ گئے ممی۔ میں نے تو کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔۔

Clubb of Quality Content!

"مجھے سکون چاہیے ممی۔مجھے رابیل چاہیے۔"

رخسار بیگم خاموش رہیں، صرف سرمد کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ان کو نرمی سے سہلا رہی تھی،۔

وہ اپنے بیٹے کے آنسوؤں میں برابر کی شریک تھی وہ بھی رو رہی تھی، ہر قطرہ وہ محسوس کر رہی تھی، مگر کوئی جادو ایسا نہیں تھا جو اس کے دل کی خواہش پوری کر سکتا۔افسوس، دیر ہو گئی تھی۔

کمرہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا، صرف سرمد کی دھڑکن اور رخسار کی سانسیں اس ادھوری خاموشی میں سنائی دے رہی تھیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(******)

سرمد کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، لیکن وہ پھر بھی کیبن میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔اس کے ماتھے پر پسینے کے ہلکے قطرے،اور آنکھوں میں تھکن کی جھلک، کل کی کیفیت کو واضح کر رہی تھی۔

صائم سرمد کے سامنے کھڑا تھا، جو سرمد کی حالت دیکھ کر اندازہ لگا چکا تھا کہ سرمد کی طبیعت نہیں ٹھیک۔

سرمد نے اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھتے ہوئے کہا۔ صائم میرے لیے کافی منگواؤ اور ایک پین کلر بھی۔

صائم نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔ صائم جانے لگا تھا جب سرمد نے اُسے کہا،

اور سائٹ پر میں آج نہیں جاؤں گا اس لیے۔ کوئی بھی امپورٹنٹ میٹنگ ہے یا کوئی پینٹنگ کے ریلیٹڈ کچھ بھی نیو اپ ڈیٹ چاہیے ہو تو مجھے بتا دو۔

اور کیوریٹر ہیڈ کو اندر بلاؤ۔

اوکے سر۔ صائم نے سر ہلایا اور باہر چلا گیا۔

سرمد کی نظریں بار بار رابیل کے ڈیسک کی طرف جا رہی تھیں، اور پھر فوراً ہٹا لیتا تھا۔ دل بوجھل سا محسوس ہو رہا تھا، جیسے ہر چیز ایک وزن بن کر اس کے سینے پر رک گئی ہو۔ کوئی بھی کام دل کو سکون نہیں دے رہا تھا۔

کیوریٹر ہیڈ اندر آیا۔

سرمد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا، اور اپنی نظریں لیپ ٹاپ سے ہٹا کر اُس پر مرکوز کر لیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا آرٹ سٹوڈیو میں کوئی نئی پینٹنگ آئی ہے؟؟ یا کوئی نیا آرٹسٹ ملا جو اپونینٹ ٹیم کو پیچھے چھوڑ سکے۔

سر رابیل میم کے بعد ابھی تک ہمیں ایسا کوئی آرٹسٹ نہیں ملا۔

سرمد نے خاموشی سے ایک لمبی سانس بھری۔

"عجیب دستور ہے زندگی کا!۔ جس انسان، جس احساس سے جتنا بھاگو وہی سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔ جس سے دور رہنا چاہو، وہی دل کے سب سے قریب آجاتا ہے۔ جس انسان سے آنکھیں چرالو، وہی احساس آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر واپس لوٹ آتا ہے۔ شائد انسان جتنا انکار کرے۔ تقدیر اُتنا ہی اصرار کرتی ہے۔ اور دل سے بھاگا ہوا، ہر جذبہ تقدیر کے راستے سے ہمیں پھر پکڑ لیتا ہے۔"

یہی کیفیت اس کے ساتھ بھی ہو رہی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ رابیل کی سوچوں سے باہر نکلے، لیکن ہر بار یہی خیال اسے گھیر لیتا تھا۔

دل پر پتھر رکھ کر وہ اپنی باتیں جاری رکھتا ہے،

اب وہ اکیلی ہمارے آرٹ ہاؤس کی پرسنل آرٹسٹ تو نہیں ہو سکتی نہ۔کل کو وہ اگر نہ آئیں تو کیا یہ آرٹ ہاؤس اُن کے سہارے رہے گا۔اگر وہ نہیں آئیں گی تو ہم اپنا کام تو نہیں چھوڑ سکتے۔

کوشش کرو نیو آرٹسٹ فائند کرو۔۔۔اور ہاں۔۔ جیسے وہ کچھ سوچ کر بولا۔

اب کی بار کوئی میل آرٹسٹ ہو۔نو فیمیل۔۔۔۔

وہ رابیل کی جگہ کسی کو دینا بھی نہیں چاہتا تھا۔اور وہ اپنے ساتھ کسی اور لڑکی کو دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا اسلیے وہ بڑی سختی سے بولا۔

سرمد کے ہاتھ ٹیبل پر مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے، سر جھکا ہوا تھا،اور دل کے بوجھ نے اس کی ہر حرکت میں اثر چھوڑا تھا۔

مجھے کچھ دنوں تک نیو آرٹسٹ چاہیے اپنے آرٹ ہاوس کے لیے۔اوکے؟؟

یس سر۔

ناؤیو کین لیو۔

اتنا کہنے کی دیر تھی سرمد نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے تھام لیا،اُس کے سر کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اتنے میں صائم کافی اور پین کلر لے کر آیا اور سرمد کے ٹیبل پر رکھ دی۔

سرمد نے ایک نظر پین کلر کی طرف دیکھا اور پھر پین کلر کو بلسٹر پیک سے نکال کر کافی کے ساتھ نگلنے لگا تھا کہ صائم بولا،

سر آپ کافی کے ساتھ پین کلر لیں گے ؟؟ صائم حیرانگی سے بولا۔

"کیا فرق پڑتا ہے کافی کے ساتھ لوں یا پانی کے ساتھ۔" درد تو وہی ہے جو کسی صورت کم نہیں ہونا۔ یہ تو بس خود کو دکھاوا کر رہا ہوں کہ سب ٹھیک ہے"

جی سر؟؟ وہ حیرت سے سرمد کو دیکھ رہا تھا۔

تم جاؤ۔ اور فائلز لے آؤ۔ کوئی نیو آئیڈیا یا ٹیم کو میری کوئی ہیلپ چاہیے تو بتاؤ۔ کیونکہ میں آج آرٹ ہاؤس میں ہی ہوں۔

سرمد گھنٹوں اسی سر درد اور بوجھ کے ساتھ کام کرتا رہا، جیسے خود کو جان بوجھ کر اذیت دے رہا ہو۔ چکر آنے لگے، آنکھیں دھندلی ہو گئیں، لیکن وہ اپنی نشست سے نہیں ہلا۔ کیبن کا ماحول خاموش، سنجیدہ اور دبیز تھا، ہر کونا اس کے اندرونی درد اور کشمکش کی گواہی دے رہا تھا۔

(*******)

پورا گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ہر کمرے میں پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور لاؤنج ایریا میں ڈیکوریٹر آخری لمحات کی تیاری میں مصروف تھے۔آفتاب صاحب ہر جگہ کڑی نظر رکھے ہوئے تھے تاکہ سب کچھ بہترین انداز میں مکمل ہو۔کچن میں تسنیم اور بی جان ملازمہ کو ہدایات دے رہی تھیں،اور ہر چیز کی ترتیب پر مکمل کنٹرول تھا۔

رابیل اپنے کمرے میں آرام سے بیٹھی تھی۔

تسنیم بیگم کچن سے نکل کر رابیل کے کمرے کی طرف گئیں۔

ابیل تیار ہو جاؤ۔ٹائم دیکھا ہے وہ لوگ کسی بھی وقت آتے ہونگے۔رابیل کو ایسے بیٹھا دیکھ کر تسنیم بیگم بولیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماما ہو جاتی ہوں تیار۔پہلے آپ لوگ تو ہو جائیں۔اور ویسے بھی میرا جو ڈوپٹہ ہے وہ اتنا ہیوی ہے کہ میں اسے ایکسٹرا ایک منٹ بھی سنبھال نہ پاؤں اسلیے میں آرام سے تیار ہوں گی۔رابیل اپنے کپڑوں پر نظر ڈالتے ہوئے بولی۔

باہر دیکھو،موسم بھی اچھا ہو گیا ہے۔سورج بھی ڈوبنے والا۔۔۔تیار ہو جاؤ۔ڈوپٹہ بعد میں لے لینا۔

اچھا دیکھتی ہوں، رابیل نے شانے اچکا کر جواب دیا، اور کھڑکی کے پاس اٹھ کر چلی گئی۔۔ موسم واقعی ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔ ہلکی ٹھنڈی ہوا چلنے لگ گئی تھی، سورج کی تپش کسی حد تک کم ہو گئی تھی۔

رابیل کھڑکی سے ہٹ کر اب تیار ہونے کا سوچ رہی تھی، بیڈ سے اُس نے اپنے کپڑے اٹھائے اور واش روم میں چلی گئی۔

جب وہ باہر آئی تو لائٹ پنک کلر کی فل لینتھ شاہانہ قمیض پہنے اس کے ساتھ پلازو جس کے نیچے فرل لگی ہوئی تھی، رابیل نے زیب تن کی تھی۔ قمیض کے دائیں اور بائیں جانب سیکونس سے مزین پھولوں کا کام نہایت خوبصورتی سے کیا گیا تھا۔ نیٹ کی آستینیں اور گوٹے دار دوپٹے کے ساتھ یہ لباس رابیل کو دلہن کی جھلک دیکھا رہا تھا۔ قمیض زیادہ ہیوی نہیں تھی لیکن اسکا کام بہت اچھے طریقے سے ہوا ہوا تھا۔۔ ڈوپٹہ بھاری تھا، موتیوں اور ستاروں سے بھرا ہوا، جسے اٹھانا آسان نہیں تھا۔۔

رابیل تیار ہونے کے لیے ڈریسنگ مرر کے آگے بیٹھ گئی۔ آج وہ پورے دل سے تیار ہونا چاہتی تھی کیونکہ آج اُس کی نئی زندگی کی طرف اٹھائے جانے والا یہ پہلا قدم تھا۔

وہ بہت دل سے خود کو تیار کر رہی تھی ایک ایک چیز کو باریکی سے دیکھ رہی تھی کبھی میک اپ اور کبھی جیولری، وہ اپنی تیاری میں کوئی کمی نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد رابیل معمول سے زیادہ میک اپ کر کے اچھی سے جیولری پہن کر مکمل تیار ہو کر کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن ڈوپٹہ اس نے ابھی سیٹ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ بہت کام والا اور ہیوی تھا۔

تھوڑی دیر بعد گھر کے باہر آٹھ گاڑیاں قطار میں آنا شروع ہو گئی تھیں، ہر ایک میں تحائف اور شاپنگ کی چیزیں بھری ہوئی تھی جو رابیل کے لیے رکھی گئی تھیں۔ پہلی گاڑی رمیز کی تھی، جس کے پیچھے بقیہ سات گاڑیاں لمحہ بہ لمحہ آ رہی تھیں، جیسے پورا شہر کا حسن اور تحفوں کا بوجھ اس ایک لمحے میں رک گیا ہو۔ ہر گاڑی میں خوشبو، تحفے اور محبت کی مٹھاس بھری ہوئی تھی۔

گھر والوں نے رمیز کی فیملی کا اچھے سے استقبال کیا تھا۔

رمیز نے رابیل کے لباس کے ساتھ میچنگ لائٹ پنک واسکٹ پہنی ہوئی تھی، اور وہ ایک سلجھا ہوا نوجوان لگ رہا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نظریں فوراً رابیل کو تلاش کرنے لگیں۔

Clubb of Quality Content
ناولز کلب

رابیل اپنے کمرے میں شیشے کے سامنے ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی، اور بار بار ہلکا سا جھنجھلاہٹ اس کے چہرے پر ظاہر ہوتی تھی۔ڈوپٹہ اتنا بھاری تھا کہ اسے صحیح سے سنبھالنا ایک چیلنج تھا۔

یہ ڈوپٹہ تو ایسے جیسے ”میرا صبر آزمانے کے لیے ہو“ وہ جھنجھلا کر بولی۔

اور یہ اتنا وزنی ہے کہ جسے میرے سر پر سارا بوجھ آج ہی آ گیا ہو۔اور رمیز کی ذمہ داریوں کی پریکٹس کروائی جا رہی ہو۔

یہ زمہ داری یہ رشتہ بوجھ نہیں ہے رابیل۔ تسنیم رابیل کو الجھا ہوا دیکھ کر بولی۔

اب میں نیچے جا رہی ہوں تم بھی آ جانا۔ تسنیم بیگم ایک آخری بار اُسے کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

جی اچھا ماما۔۔رابیل ڈوپٹہ ایک طرف سر پر سیٹ کرتی ہے اور دوسرا پلو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولی،

سب مہمان رابیل کا بے صبری سے انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔اور ان سب سے زیادہ انتظار جس کو تھا وہ رمیز تھا۔اُس کی نظریں بار بار سیڑھیوں کی طرف جا رہی تھی جہاں سے رابیل نے نیچے آنا تھا۔

تھوڑی دیر بعد رابیل زینے سے نیچے اتری تو ہر آواز، ہر لمحہ جیسے ساکت ہو گیا ہو۔ رمیز کی نگاہ یک دم رابیل پر پڑی۔

اس وقت رمیز کی نظریں رابیل پر جم گئی تھیں۔ وہ پل بھر کے لیے سانس لینا بھول گیا، اس کی سوچ کے مطابق رابیل اس سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

ڈوپٹہ بار بار سرک رہا تھا اور رابیل اسے سنبھال رہی تھی، جھنجھلاہٹ کے ساتھ۔

رمیز اُس کے چہرے پر واضح جھنجھلاہٹ دیکھ رہا تھا۔ رمیز خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ کے اس کے قریب گیا اور نرمی سے دوپٹے کو اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ پھر شوخی سے کہا کہ یہ ڈوپٹہ بھی مجھ جیسا ہے، بار بار تم پر گرنے کو ہے، اور تم اسے سنبھالتی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رابیل نے مسکراہٹ دبائی اور جواب دیا۔

فرق یہ ہے کہ دوپٹہ چپ رہتا ہے اور تم باتیں کرتے ہو،

اگر تمہاری باتیں ختم ہو گئی ہوں تو جلدی سے پیچھے ہٹو سب انتظار کر رہے ہیں۔ رابیل اُسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی،

جیسے آپ کہیں "حسین دلربا"۔ رمیز خاموشی سے رابیل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا،

تھوڑی دیر بعد رنگ سرمنی شروع ہو گئی۔ رابیل کو سامنے صوفے پر بٹھایا گیا، لاؤنج پھولوں سے سجا ہوا تھا اور ہر طرف خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ سب کی نظریں رابیل پر تھیں، مگر رمیز کی نظریں اس کے چہرے کی گھبراہٹ پر جم گئی تھیں۔

رمیز چلو انگوٹھی پہناؤ۔ نگین انگوٹھی کا ڈبہ رمیز کی طرف بڑھا کر بولیں۔ رمیز نے دھیرے سے ڈبہ نگین سے لیا، اور رابیل کے قدموں میں جھک کر انگوٹھی نکالنے لگا،

رابیل کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی، گھبراہٹ حد سے زیادہ بڑھ چکی تھی۔

یہ کیا کر رہے ہو؟ سب دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے قدموں میں رمیز کو جھکا دیکھ کر ہلکی سی آواز میں بولی۔

مجھے فرق نہیں پڑتا۔ رمیز نے رابیل کی آنکھوں میں دیکھ کر نرمی سے جواب دیا۔

ارد گرد کے لوگ حیرت سے رمیز کو دیکھ رہے تھے۔، لیکن دونوں خاندان والے خوشی سے مسکرا رہے تھے۔

رمیز نے ڈبہ سے انگوٹھی نکالی اور دھیرے سے رابیل کا ہاتھ تھام لیا۔ رابیل کا ہاتھ کانپنے لگا۔، ایک تو گھبراہٹ سے، دوسرا نروس ہونے کی وجہ سے۔

رمیز نے نرمی سے انگوٹھی رابیل کی انگلی میں پہنائی اور مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جب تک میں ہوں، آپ کو نروس ہونے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں دلربا۔وہ بہت پیار سے بولا،

یہ انگوٹھی تمہاری انگلی نہیں، میرے دل کے ساتھ ایک وعدہ مانگتی ہے۔یوں سمجھ لو کہ یہ انگوٹھی میں نے تمہاری انگلی پر نہیں بلکہ اپنی تقدیر میں سجائی ہے۔

رابیل چپ رہی، الفاظ آنکھوں میں رہ گئے۔رمیز اس کے قدموں سے اٹھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا،اس کی آنکھوں میں محبت اور تحفظ دونوں جھلک رہے تھے۔

بی جان رابیل کے قریب آئی اور اس کے آگے انگوٹھی والا ڈبہ کیا۔رابیل نے انگوٹھی نکالی، رمیز کا ہاتھ تھاما، اور جلدی سے انگوٹھی پہنادی۔

نادل کلب
Clubb of Quality Content

انگوٹھی پہنانے کی دیر تھی کہ ہر طرف تالیاں بجنے لگیں۔

سب لوگ ان کی تصویر لینے لگے، ہر کوئی کپل پکچر لینے کے لیے کیمرے کے پیچھے کھڑا تھا۔سب اس وقت ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

رنگ سرمنی کے بعد سب کھانے میں مصروف ہو گئے۔

رابیل ایک طرف ہو کر بیٹھی رہی، بھوک نہ ہونے کی وجہ سے اس نے کھانا نہیں کھایا۔اس کا دوپٹہ اب سرکنا بھول گیا تھا۔جیسے اسے بھی معلوم ہو کہ اب تھامنے والا آگیا ہے۔

رمیز جو سب کے ساتھ بیٹھا فرضی کھانا کھا رہا تھا، کیونکہ اُس کو آج بھوک کہاں لگنی تھی وہ تو نگین بیگم کے اصرار پر کھانے کی ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ لیکن رابیل کو اپنے آس پاس نہ دیکھ کر رمیز نے وہاں سے اٹھنے کا ارادہ کیا۔

کچھ ہی لمحوں میں رمیز خاموشی سے وہاں سے اٹھ گیا اور رابیل کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ رابیل اس وقت اکیلی لاونج میں تھی، باقی سب مہمان باہر لان میں سجے ایریا میں کھانا کھا رہے تھے۔

کیا دوپٹہ اب ہلکا لگ رہا ہے۔ رمیز اس کے پاس آکر بولا،

ہاں، شاید، اسے عادت ہو گئی ہے اب، رابیل نے دیکھ کر جواب دیا۔

یا شاید عادت مجھے بھی ہو گئی ہے، آپ کو یوں دیکھنے کی۔ رمیز اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

ویسے آج کے دن بھی تمہارا فلرٹ ختم نہیں ہوا۔ رابیل رمیز کی طرف چہرہ موڑ کر کہا،

فلرٹ؟ اب تو مجھے حق ملا ہے کہ میں کھل کر دل کی باتیں کروں۔ رمیز جی بھر کر مسکرایا۔

اچھا........ رابیل نے جان بوجھ کر حیرت سے اچھا کہا،

رابیل نے ہاتھ اٹھا کر پیچھے سے دوپٹے کو آگے کرنا چاہا کہ اچانک اس کے ہاتھ لگنے سے سائڈ پر پڑی پھولوں کی پلیٹ گر گئی اور پھول بکھر گئے۔

"بکھرے ہوئے کو سمیٹنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔" رابیل بکھرے پھولوں کو دیکھ کر یک دم بولی۔

"فکر نہ کریں، آپ کو کبھی بکھرنے نہیں دوں گا، ہمیشہ مکمل ہی کرونگا،" رمیز نے محبت سے کہا۔

بس تم کوئی موقع نہ چھوڑنا۔رابیل نے مسکرا کر کہا۔

تھوڑی دیر بعد تسنیم دونوں کے پاس آئیں، تم دونوں یہاں ہو، وہاں سب پکس بنوا رہے ہیں، تم لوگ بھی چلو۔

رابیل اٹھتی ہے کہ دوپٹہ پھر سرک جاتا ہے۔وہ ایک لمحے کے لیے رک جاتی ہے، ہاتھ سے اسے سیدھا کرنے لگتی ہے۔

رمیز آگے بڑھتا ہے، آہستہ سے دوپٹہ اٹھاتا ہے اور اس کے کندھے پر رکھ دیتا ہے۔ہاتھ کی نرمی اور آنکھوں کی گہرائی میں محبت صاف جھلک رہی تھی۔

رابیل اس کو آج الگ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔آج رابیل کے دل میں اس کے لیے کسی قسم کی کوئی کڑواہٹ کوئی غصہ کچھ نہیں تھا۔اور آج اُسے رمیز کی کوئی بات بھی بری نہیں لگ رہی تھی۔

"آج آپ کا دوپٹہ سنبھالا ہے، کل آپ کا نام۔اور پھر زندگی بھر آپ کا دل سنبھال کر رکھوں گا۔رمیز اُس کے کندھے سے کندھا ملا کر چلتا ہوا بہت محبت سے بولا،"

"بس مجھے آپ نے موقع دینا ہے دلربا کہ آپ کے ٹوٹنے سے پہلے تھام لوں آپ کو۔وہ بہت اپنائیت سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔"

رابیل کی آنکھوں میں پہلی بار خوف یا غصہ نہیں تھا، بلکہ ایک نرم مسکراہٹ پھیل گئی۔اس کا دل دھڑک رہا تھا، لیکن یہ دھڑکن خوشی اور سکون کی تھی۔

وہ آگے بڑھ گئی، ڈوپٹہ اب اسی طرح کندھے پر مضبوطی سے سجا ہوا تھا جیسے رمیز کی محبت نے اسے بھی تحفظ دے دیا ہو۔ہر قدم کے ساتھ اس کا اعتماد بڑھ رہا تھا، اور اس کی آنکھیں رمیز کے دل کی سچائی میں کھو گئی تھیں۔

رمیز کے قدموں کی موجودگی اور اس کے ہاتھ کی حفاظت نے رابیل کے اندر ایک سکون بھر دیا۔وہ اب جان چکی تھی کہ یہ لمحہ محض دوپٹہ یا انگوٹھی کا نہیں، بلکہ ایک وعدے، ایک حفاظت اور دل کی گہرائیوں کا تعلق تھا۔

رابیل پہلی بار مکمل طور پر مسکراتی ہوئی آگے بڑھی تھی اور ہر قدم کے ساتھ اس کے دل کی دھڑکن رمیز کے ساتھ ہم آہنگ ہو رہی تھی۔

(*******)۰

سرمد آفس سے جلدی گھر آگیا تھا، لیکن دن بھر کی مصروفیت اور دل کا بوجھ اسے سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔ باہر شام کے سائے ہر طرف پھیل چکے ہوتے ہیں۔ وہ آفس سے آنے کے بعد اپنے کمرے میں جیسے بند ہو گیا تھا۔

سرمد بیڈ سے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل کے دراز کی طرف بڑھا، اُسے کھولا، تو سامنے ہی رابیل کا جھمکا، ہئیر کلپ اور بریسلیٹ جو وہ ہر دفعہ چھوڑ جاتی تھی بلکل سلیقے سے سرمد نے اپنے دراز کی زینت بنایا ہوا تھا اُسے۔ سرمد نے جھمکا اٹھا لیا۔ جھمکا ہاتھ میں لیتے ہی دل پر عجیب سا بوجھ محسوس ہونے لگا۔

"آپ... آپ کی یہ چیز رہ گئی تھی"

جیسے شائد میں ہی رہ گیا ہوں۔۔۔۔۔

وہ جھمکا ہتھیلی پر رکھ کر گھورتے ہوئے بولا،۔ مدھم ہنسی ہونٹوں پر آئی تو تھی، تھکی ہوئی اور بے جان سی مسکراہٹ کے ساتھ۔ لیکن وہ مسکرا نہ سکا۔

"اُدھر آپ نے آج کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہنی ہو گی،"

"اور ادھر میں... میرے ہاتھ میں بس یہ رہ گیا"

جھمکے کو دیکھ کر وہ خاموشی سے بولا، ہر لفظ میں درد اور ادھوری محبت کی گونج تھی۔

آپ شاید سوچ بھی نہیں رہیں ہوں گی کہ آپ کی ایک چیز میرے پاس ہے، آپ کے لیے شائد یہ ضروری بھی نہ ہو، پر مجھے لگتا ہے جیسے آپ کی آخری سانس میرے گھر میں رہ گئی ہوں۔

لمحہ بھر کے لیے وہ رک جاتا ہے۔ کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوتی، صرف دل کی آہ خاموشی سے کمرے کی دیواروں پر بج رہی تھی۔

"اب یہ وقت کیسے گزرے گا؟"

"کیا کوئی انسان ہر دن مر سکتا ہے؟"

کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ اب میں ہر دن آپ کے ہاتھ میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی دیکھ کر پل پل مرتا رہوں گا۔

کافی دیر جھمکے کو ہاتھ میں رکھنے کے بعد سرمدنے جھمکا واپس دراز میں رکھ دیا، لیکن دل کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اسے چھوڑنے کی طاقت نہیں ہو رہی تھی۔

"آپ کی چیزیں چھوڑ دیں گی آپ کو"

"پر میں نہیں چھوڑ سکتا"

"شاید کبھی چھوڑ بھی نہ سکوں"

وہ خود سے بولا،

"جب کوئی چلا جائے تو اس کی چھوڑی ہوئی چیزیں یادیں نہیں بنتیں، بلکہ زخم بن جاتی ہیں۔ زخم... خاموش نہیں ہوتے۔" سرمد نے سرگوشی کی۔

پھر وہ خاموشی سے بیڈ سے ٹیک لگاتا ہے، آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سارے کمرے کی لائٹس آف کر دیتا ہے جیسے کمرے کا مکمل اندھیرا اپنے اندر بسا لینا چاہتا ہو۔۔ ہر لمحہ، ہر سانس، ہر یاد اب اس کے دل پر نقش ہو چکی تھی۔۔ اور وقت کی گرد اس پر بے رحم ہو کر گزرتی جا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

(*****)

رات کے گیارہ بجے سرمنی ختم ہو چکی تھی۔ مہمان سب اپنے گھروں کو جا چکے تھے، اور اب گھر میں صرف رمیز اور اس کا خاندان موجود تھا۔ دن بھر کی خوشی اور جوش اب سکون میں بدل چکا تھا۔

آج کا دن ہر لحاظ سے کامیاب گزرا تھا۔ ہر لمحہ خوشیوں سے بھرا ہوا، ہر بات کامیابی سے مکمل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس رشتے کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ رمیز نے آج ہر دل جیت لیا تھا۔ بی جان رمیز کے ماتھے کو چوم کر خوشی سے بولیں۔

بلکل، سلجھا ہوا شریف لڑکا مل گیا ہے ہماری رابیل کو، اور کیا چاہیے۔ آفتاب صاحب بھی رمیز کی تعریف کرتے ہوئے خوشی ظاہر کر رہے تھے۔

اب پھر ہمیں اجازت دیں، رات بہت ہو چکی ہے۔ ہم بھی جائیں، دلاور صاحب سب کو گلے لگاتے ہوئے بولے۔

سب خوشی سے مہمانوں کو دروازے تک چھوڑنے کے لیے آگے بڑھے۔

رابیل تھکی ہوئی، دوپٹے کو ایک طرف سنبھالے، دروازے کے قریب کھڑی تھی۔ رمیز باہر نکلنے سے پہلے اچانک اس کی طرف مڑا۔ رابیل نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔ دونوں کی نگاہیں ایک لمحے کے لیے ملتی ہیں، جیسے وقت رک گیا ہو، جیسے ہر آواز اور ہر لمحہ تھم گیا ہو۔

رمیز آہستہ سے اُس کے قریب ہو کر بولا،

"تو پھر بات پکی ہو گئی۔" رمیز کے چہرے پر خوشی صاف جھلک رہی تھی۔ وہ آج ساتویں آسمان پر تھا جیسے اُس کے دل کی مراد پوری ہو چکی ہو۔

رابیل مسکرا کر جواب دیتی ہے،

"تمہیں کوئی شک ہے؟ یا یقین نہیں آ رہا۔ "

"یقین تو تب آئے گا جب آپ مجھے اپنی بیوی بن کر ملیں گی۔"

"رابیل دوپٹہ سائیڈ پر کر کے بولی۔، آج یہ دوپٹہ گر رہا تھا تو میں نے تھام لیا، کل اگر دل گرنے لگے تو کون تھامے گا۔ رابیل نے شرارت سے رمیز کی طرف دیکھ کر کہا،"

رمیز اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھ کر آہستہ سے بولا،

"جس نے تھامنے کا وعدہ کیا ہے۔ جس کے نام کی انگوٹھی پہنی ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں میں وہ ہر قدم پر آپ کو تھام لے گا۔"

"اور ایک بات، میں جا تو رہا ہوں لیکن ایک چیز یہی چھوڑے جا رہا ہوں۔"

رابیل حیران ہو کر پوچھنے لگی

"وہ کیا؟"

"اپنا دل۔" رمیز نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے تھوڑا جھک کر اُسکی آنکھوں میں دیکھ کر ادب سے کہا،"

اب جاؤ۔ رابیل کو کچھ سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا بولے۔

رمیز بھی مسکرا کر پیچھے ہٹا اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا،

Clubb of Quality Content

رابیل دروازے پر کھڑی رہی۔

رمیز کے جانے کے بعد پہلی بار اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید رمیز کے بارے میں اچھا سوچا جاسکتا ہے۔

وہ دروازے سے ہٹ کر اندر کی طرف بڑھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔انہیں کپڑوں کے ساتھ وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔۔تھکاوٹ اتنی تھی کہ اُس کو کپڑے تبدیل کرنے کا موقع بھی نہیں ملا اور وہ جلدی ہی نیند کی آغوش میں چلی گئی۔،

(******)

شام کے وقت زمین کے کنارے ایک کچی سڑک دھول اڑاتی ہوئی چل رہی تھی۔دور کہیں بلڈوزر کی آوازیں گونج رہی تھیں اور درخت کاٹے جارہے تھے، جیسے شہر کی روشنیوں سے دور یہ جگہ اپنی خاموشی میں بغاوت کر رہی ہو۔

ایک طرف کھڑا تھا وکیل فائق، کوٹ ٹائی میں ملبوس، ہاتھوں میں قانونی فائلیں تھامے، آنکھوں میں جلتی ہوئی غیرت، ہر دم غصے کی لپیٹ میں۔اس کے لب کانپ رہے تھے اور ہر لفظ کے ساتھ اس کی رگیں سخت ہو رہی تھیں۔

دوسری طرف رمیز آہستہ آرہا تھا۔ بلیک شلوار قمیض، کندھوں پر خاکی رنگ کی شال، کالے چشمے اور چہرے پر مسکراہٹ جو تباہی سے پہلے کی خاموش پیشگی تھی۔ ہر قدم میں اعتماد، ہر نگاہ میں سرد مسکراہٹ لیے۔

فائق کاغذات ہاتھ میں لہراتے ہوئے چل پڑا،

یہ زمین میری ہے قانونی طور پر میرے نام ہے! تمہارے یہ جعلی کاغذ، یہ بلڈوزر، یہ غنڈے، سب غیر قانونی ہیں۔ میں تمہیں عدالت میں لے جاؤں گا، تمہارے سارے غیر قانونی دھندے بند کرواؤں گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رمیز چشمہ اتارتا ہے اور آہستہ سے اس کے پاس چل کر آتا ہے۔

فائق صاحب، آپ اب بھی عدالت کی بات کر رہے ہیں؟

یہ وہی عدالت ہے جہاں تاریخ پہ تاریخ اور انصاف بس کتابوں کی لائنوں میں بند پڑا ہے۔ رمیز کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

فائق غصے سے بولا،

انصاف شائد دیر سے ملتا ہے، لیکن جب آتا ہے تو ظالم کی نیندیں حرام کر دیتا ہے۔

رمیز ہنسنے لگا، اُس کا، قہقہہ پوری فضا میں گونجا، انصاف کی نیندیں حرام ہوں یا میری؟

فیصلہ وہ کرتا ہے جس کے پاس طاقت ہو، اور طاقت میری جیب میں ہے، فائل میں نہیں۔ رمیز نے اکڑ کر کہا،

فائق سخت لہجے میں اُس کے بلکل قریب ہو کر بولا،

تم سمجھتے ہو تمہیں کوئی نہیں روک سکتا؟ میں تمہیں قانون کے ہر دروازے پر گھسیٹوں گا

رمیز اس کے قریب آکر دھیمے مگر زہر بھرے لہجے میں بولا،

آپ کے قانون کے دروازے؟ جن دروازوں پر میرے لوگ چوکی دار بنے بیٹھے ہیں؟ آپ شائد بھول گئے ہیں فائق صاحب، میں وہ آدمی ہوں جس نے پولیس کو اپنا سیکیورٹی گارڈ اور مجسٹریٹ کو اپنا کلرک بنا دیا ہے۔

تم نے صرف پیسہ کمایا ہے، عزت نہیں، اور ایک دن یہی پیسہ تمہارے گلے کا پھندہ بنے گی۔ فائق گرج کر بولا،

رمیز فائق کے بہت قریب ہو کر دھیمے زہریلے انداز میں پر سکون ہو کر ولا،

عزت سے مجھے کوئی لینا دینا نہیں مجھے مطلب ہے تو اس چیز سے کہ کون میرے آگے جھکتا ہے۔

اور جو نہ جھکے اُس کی زمین، اُس کا نام اور اس کا وجود، میں سب مٹا دیتا ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز اب اپنے پرسنل سیکریٹری کی طرف دیکھ کر بولا،

کل تک یہ زمین صاف ہونی چاہیے،اور فائق صاحب کو صرف ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھنے کی اجازت ہو گی، جس میں وہ سکون سے آگے کی زندگی گزاریں گے۔اتنی جگہ ان کے لیے رکھ دینا جہاں ان کی قبر باآسانی بن سکے۔

اتنا کہہ کر رمیز طنزیہ مسکراہٹ لیے پلٹ گیااور گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔۔ باہر بلڈوزر شور مچاتے آگے بڑھتے رہے، مٹی اڑتی رہی، دھواں اٹھتا گیا۔

فائق کے ہاتھ لرز رہے تھے مگر نگاہوں میں آگ تھی۔وہ جانتا تھا کہ یہ زمین کا نہیں، اصولوں کا مقدمہ ہے،اور اصول تب تک زندہ رہتے ہیں جب کوئی ان کے لیے کھڑا ہو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

(******)

بات پکی کے بعد سب اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے تھے، تسنیم اور آفتاب بھی جا چکے تھے۔بی جان پھر سے اپنے کام میں مشغول تھی۔

رابیل کے چہرے پر تازگی تھی، لیکن جسم میں دو دن کی تھکاوٹ ابھی باقی تھی۔

آج دو دن بعد وہ آفس آئی تھی۔آفس پہنچ کر وہ اپنے ڈیسک کو ترتیب دے رہی تھی، چہرے پر ایک الگ چمک، دل میں خوشی کی لہر،اور آنکھوں میں سکون ہی سکون تھا۔

سرمد اپنی دنیا میں الجھا ہوا کاموں میں مصروف تھا۔ رابیل خاموشی سے اس کے کیبن کی طرف گئی۔ اندر جاتے ہی اُس نے دیکھا سرمد اپنے کام میں پوری طرح سے مصروف تھا۔

رابیل نے ایک نظر سرمد پر ڈالی اور پھر بولی۔

سر سائٹ پر کب جانا ہے۔؟؟

سرمد کسی جواب کے بغیر مسلسل ٹیب کھول کر فائلز دیکھ رہا تھا۔

سر۔۔۔ وہ پھر سے بولی۔

سرمد ایسے جیسے اُسے آوائڈ کر رہا تھا۔ وہ اُس کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ آج تو بلکل بھی نہیں۔

میں خود چلا جاؤں گا، آپ کو جانے کی ضرورت نہیں۔ سرمد نے ٹیب پر نظر رکھتے ہوئے روکھے انداز میں کہا۔

مگر کیوں؟ سر، اتنے پراجیکٹس اور کام ہیں، وہ کون کرے گا؟ رابیل نے سرمد کی بات سن کر حیرت سے پوچھا،

میں نے کہا نہ کہ میں چلا جاؤں گا۔ سرمد کے لہجے میں اب ضد تھی۔

میں نہیں جاؤں گی، پھر بعد میں آپ مجھ پر ایک دن ہی سارا بوجھ ڈال دیں گے، تب میں نہیں کر سکتی۔ رابیل نے اپنا حدشہ بتایا۔

اب میں خود ایک بوجھ ہوں۔ وہ آہستہ سے بولا،

تو پھر آپ اپنے ڈرائیور کے ساتھ آجائیں، مجھے کچھ کام ہے ادھر سے فری ہونے کے بعد مجھے جانا ہے۔ سرمد نے ایک نظر بھی رابیل کو نہیں دیکھا تھا۔

اوکے سر۔

رابیل یہ کہ کر باہر نکل گئی۔ سرمد کی ہمت نہیں ہوتی اس کے ہاتھ پر انگوٹھی کو دیکھنے کی۔ وہ اس کے جانے کے بعد اپنی نظروں سے اس کا پیچھا کرتا رہا۔

تھوری دیر بعد رابیل اپنے ڈرائیور کے ساتھ اس گھر پہنچ چکی تھی، دو دن کی چھٹی کے بعد بھی وہ کام میں مکمل ایمانداری دکھا رہی تھی۔۔ پینٹ برش ہاتھ میں، ہر رنگ میں جذبہ، ہر اسٹروک میں دل کی لگن۔ وہ پوری شدت سے پینٹنگز بنا رہی تھی۔

کافی دیر گزر جاتی لیکن سرمد ابھی تک نہیں آیا تھا۔ رابیل نے پینٹنگ سے نظر ہٹا کر گھڑی پر نظر ڈالی۔

سر، آج پتہ نہیں کیوں نہیں آئے؟

رابیل برش پر پینٹ لگاتے ہوئے آہستہ سے بولی،

ویسے تو بڑے وقت کے پابند اور کام کو لے کر سیر ئیس ہوتے ہیں، اور اب خود ہی نہیں آئے۔رابیل کو سرمد کے نہ آنے پر حیرت ہو رہی تھی۔

ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا ہوتا جب سرمد وہاں آتا ہے۔وہ، خاموشی سے، بغیر کسی شور کے، پینٹنگ بنانے لگ جاتا ہے۔ایک نظر بھی اُس نے رابیل کو نہیں دیکھا تھا۔

رابیل نے بھی سرمد سے کوئی بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔وہ اپنی پینٹنگ بنا رہی تھی۔رابیل کے ذہن میں پینٹنگز کو لے کر کچھ آئیڈیاز آئے وہ فوراً سرمد سے مخاطب ہوئی۔

سر، اس تھیم کے ساتھ یہ ٹھیک رہے گا؟رابیل نے اپنا آئیڈیا اور کلر اُسے دکھاتے ہوئے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کوئی جواب نہیں دیتا، صرف خاموشی سے برش گھماتا جا رہا تھا۔

سر، مجھے لگتا ہے یہ لاؤنج ایریا کے لیے بہت اچھا ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟رابیل ایک بار پھر سے اُس سے مخاطب ہوئی۔

میں سارا کام مکمل ہونے کے بعد دیکھوں گا، ابھی میرے پاس ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں ہے، وہ پینٹ کرتے ہوئے بولا

اوکے، جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔رابیل نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

دونوں بغیر کسی گفتگو کے، بغیر کسی بات کے،اپنے کاموں میں پھر سے مشغول ہو گئے۔

انہیں کام کرتے مسلسل تین گھنٹے ہو گئے تھے۔کام ختم ہونے کے بعد رابیل سب کچھ سمیٹ کر ترتیب سے رکھنے لگی۔

سب کچھ سمیٹنے کے بعد رابیل سرمد کی طرف آئی۔

"سر، کیا آپ مجھے اپنے گھر چھوڑ دیں گے؟"

"کیوں؟ سرمد نے اپنی جیب سے موبائل نکالتے ہوئے پوچھا"

"وہ آنٹی کو مٹھائی دینی ہے، بات پکی کی۔رابیل چہک کر بولی۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سرمد نے سخت لہجے میں کہااور آگے بڑھ گیا،"

"آپ کو نہیں، لیکن مجھے تو ہے، نا۔"رابیل اُس کے پیچھے پیچھے گئی۔

"جب میں کہہ رہاہوں کہ کوئی ضرورت نہیں، تو پھر ضد کیوں کر رہی ہیں آپ؟ سرمد گیٹ کے پاس رک گیااور مڑ کر بولا،"

"میں خود آجاؤں گی، لیکن آنٹی سے ملے بغیر اور مٹھائی دیے بغیر نہیں جاؤنگی، آپ کو تو پتہ نہیں کیا ہے۔رابیل غصے سے کہہ کر واپس اندر کی طرف آگئی۔"

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے، جب آپ کا ڈرائیور آجائے تو آجانا۔ سرمد نے سرسری سا کہا،"

آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔رابیل نے بیگ کو کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا،

سرمد یہ کہہ کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔گاڑی تھوڑی آگے کرنے پر اسے احساس ہوا کہ رابیل انجان گھر میں اکیلی ہے، وہاں گارڈز کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔ایسے میں کسی پر وہ بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔یہ سوچ کر سرمد نے گاڑی کو دوبارہ پیچھے کی طرف موڑا، گھر کے پاس پہنچ کر گاڑی سے نیچے اترا، اور اندر چلا گیا۔

رابیل اندر لان میں ٹہل رہی تھی کبھی وہ پھولوں کی خوشبو سونگھ رہی تھی تو کبھی ہر پھول کو غور سے دیکھ رہی تھی،۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد اُس کے پیچھے لان میں گیا،

چلیں۔سرمد نے اُسے پیچھے سے آواز دی۔

رابیل نے مڑ کر اُسے دیکھا۔

کہاں؟

آپ کا ڈرائیور پتہ نہیں کب آئے، ایسے اچھا نہیں لگتا کہ میں آپ کو یہاں اکیلا چھوڑ دوں۔اس لیے میرے ساتھ چلیں۔سرمد نے اُس کی طرف دیکھ کر نرمی سے کہا،

میں اپنے ڈرائیور کے ساتھ آجاؤ نگی، وہ ضد میں بولی اور پھر لان میں ٹہلنے لگی۔

جب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جگہ سیف نہیں ہے اور نہ یہ گھر، ہر طرف صرف گارڈز ہیں، تو پھر چپ کر کے گاڑی میں کیوں نہیں آجاتی آپ؟ سرمد کو اب رابیل پر غصہ آرہا تھا

رابیل ٹال مٹول کرنے کے بعد اُس کے ساتھ چل پڑی۔ وہ دونوں خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئے،

سرمد نے گاڑی چلانا شروع کی جب رابیل بولی۔

ایک سویٹ شاپ پر گاڑی کو روکیے گا۔

سرمد نے اُس کی کسی سوال کا جواب نہیں دیا تھا، اور رابیل کو سرمد کی اس حرکت پر بہت غصہ آرہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سرمد نے گاڑی کو ایک سویٹ شاپ پر روکا،

رابیل خاموشی سے گاڑی سے نکلی اور اندر چلی گئی، سرمد گاڑی میں بیٹھ کر اُس کا انتظار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد رابیل مٹھائی لے کر باہر آئی اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔ دونوں کے درمیان پھر کوئی بات نہیں ہوئی۔ سرمد نے رابیل کو گھر ڈراپ کیا اور خود کہیں باہر چلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل گھر پہنچتے ہی خان بابا کو سلام کرنے لگی، گھر میں ایسے جیسے سکون کی لہر دوڑا ٹھی تھی رابیل کے آنے سے۔،

آج اتنے دنوں بعد آئیں ہیں آپ بی بی جی۔۔خان بابا نے رابیل کو دیکھ کر خوشی اور حیرت سے ملے جلے تاثر سے پوچھا۔

جی خان بابا کچھ مصروفیت تھی۔رابیل نے سرسری ساجواب دیا۔

خان بابا اپنے کاموں میں مصروف تھے،اس لیے زیادہ دیر بات نہیں کرتی وہ خان بابا سے۔

رابیل وہاں سے نکل کر رخسار بیگم کو ملنا چاہتی تھی اُس نے لاونج میں دیکھا تو وہاں رخسار بیگم نہیں تھی۔اس لیے پھر وہ سیدھا اُن کے کمرے کی طرف بڑھی۔

رخسار بیگم اپنے کمرے میں بیٹھ کر کتاب میں کھوئی ہوئی تھی،جب رابیل آہستہ سے دروازے سے داخل ہوئی۔

کیسی ہیں آنٹی آپ؟؟رابیل دروازے سے اندر داخل ہوئی اور رخسار بیگم کے قریب ہو کر بولی۔

رخسار رابیل کی آواز سن کر چونک گئی،پھر مسکرا کراُسے دیکھنے لگیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں ٹھیک بیٹا، تم سناؤ کیسی ہو، اب تو عید کا چاند ہی بن گئی، اتنے دنوں بعد آئی ہو۔ رخسار بیگم نے کتاب کو سائیڈ پر رکھ دیا اور پوری طرح سے رابیل کی طرف متوجہ ہوئی۔

جی آنٹی، یہ لیں مٹھائی کھائیں۔ رابیل نے مٹھائی کا ڈبہ رخسار بیگم کی طرف بڑھایا اور خود بھی اُن کے پاس صوفے کے دوسری طرف بیٹھ گئی۔

رخسار کو بات پکی کے بارے میں علم تھا، لیکن پھر بھی وہ انجان بنی رہی۔

اچھا، مبارک ہو بہت بہت۔ رخسار بیگم نے مٹھائی کا ایک ٹکڑا لیکر رابیل کو مبارک دیتے ہوئے کہا۔

خیر مبارک آنٹی، رابیل خوشی سے بولی۔

رخسار بیگم نے سائیڈ سے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر ہاتھ صاف کرتے ہوئے رابیل کو دیکھا اور پھر بولیں۔

سرمد کے ساتھ آئی ہو؟؟

جی، لیکن پتہ نہیں سر آج بہت اداس اور عجیب لگ رہے تھے۔ رابیل نے رخسار بیگم کی طرف حیرت سے دیکھ کر جواب دیا۔

ہاں اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اس لیے ایسا ہے۔ رخسار بیگم نرمی سے بولیں۔

تو طبیعت ٹھیک نہیں تو آرام کریں، اتنا بھی کیا کام کو سر پر سوار کر لینا کہ اپنا آپ ہی بھول جائیں۔

بس، وہ ایسا ہی ہے۔ رخسار بیگم کی آواز میں اداسی صاف جھلک رہی تھی۔

بچپن سے ہی ایسے ہیں یا اب ہوئے ہیں؟؟ رابیل نے مزید پوچھا۔

رخسار بیگم خاموش رہی۔

رابیل کو رخسار بیگم کی خاموشی عجیب لگ رہی تھی۔ وہ سوال کرنے ہی لگی تھی جب رخسار بیگم بول پڑیں۔

وہ بچپن سے ہی ایک ذمہ دار اور سلجھا ہوا لڑکا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

سلجھا ہوا؟

رابیل یہ سن کر قہقہہ لگانے لگ گئی۔۔ رخسار کو اس کا قہقہہ لگانا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

رخسار بیگم نے سنجیدگی سے رابیل کی طرف دیکھا، رابیل کو اپنے قہقہہ لگانے پر اچھی خاصی شرمندگی ہوئی۔

ایک بات بتاؤں رابیل؟؟؟

جی آنٹی!! رابیل بھی اب سنجیدہ ہو گئی تھی۔

رخسار بیگم اس وقت درد کی انتہا پر تھیں وہ بولنا شروع کرتی ہیں۔

"چھوٹی عمر کے دکھ، وقت سے پہلے تھوپی گئی ذمہ داریاں، اور نا سمجھی کی عمر کا بے آواز صدمہ، انسان کو یا تو ٹوٹا ہوا، یا سہما ہوا سا بنا دیتا ہے،

یا پھر وہ انسان کو ایک ایسا سخت جان بنا دیتا ہے کہ وہ اپنی ایک الگ دنیا بسا لیتا ہے، ایسی دنیا جہاں کسی پر بھروسہ نہیں ہوتا، جہاں بچپن صرف ایک بھولی بسری یاد بن کر رہ جاتا ہے۔"

"چاہے وہ لاکھ کوشش کرے کہ ان یادوں کو پیچھے چھوڑ دے، مگر ماضی کا ہر زخم، ہر بے وقت بوجھ اسے پل پل یاد دلاتا رہتا ہے کہ اس نے بچپن کھو دیا تھا، وہ بچپن جو جینے کے لیے نہیں، سہنے کے لیے آیا تھا۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

رابیل حیرت سے رخسار بیگم کو دیکھ رہی تھی کیونکہ اسے رخسار بیگم کی کسی بات کی کوئی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ رخسار بیگم تو اپنا دردِ دل اُسے بتا رہی تھی۔

"جن کے سروں پر وقت سے پہلے زندگی کی تلخ ذمہ داریاں رکھ دی جائیں وہ گڑیا گڈوں سے نہیں کھیلتے، ان کے کھیل ان کے کندھوں پر رکھے گئے فرض ہوتے ہیں۔ وہ ہر صبح وقت سے پہلے بڑے ہو کر گھر سے نکلتے ہیں اور رات کی خاموشی میں تھکے ہارے، اندر سے خالی ہو کر لوٹتے ہیں۔ ان کے چہرے پر جو مسکراہٹ کبھی تھی وہ وقت کے تھپڑ کھا کر کہیں کھو جاتی

ہے۔اور پھر، وہ بچے نہیں رہتے۔ صرف بڑے جسموں میں قید چھوٹے دل بن جاتے ہیں۔"

اب کی بار رخسار بیگم کی آواز لرزی تھی۔ان کی آواز کی کپکپاہٹ رابیل کو صاف دکھائی اور سنائی دے رہی تھی۔

تم جاننا چاہتی ہو کہ میرا اسرمد ایسا کیوں ہے، کیوں وہ کبھی ہنستا نہیں، کیوں وہ سب سے دور رہتا ہے۔ تم سوچتی ہو شاید وہ ضدی ہے، سرد مزاج ہے، یا کچھ اور، لیکن تم نہیں جانتی اس کے پیچھے ایک ایسی کہانی ہے جو میں اپنے دل کی گہرائیوں میں چھپائے رکھتی ہوں، ایک کہانی جو میرے ہی خون کو روز جلاتی ہے۔

"رابیل سب کا بچپن حسین نہیں ہوتا، سب کے لاڈ بچپن میں نہیں اٹھائے جاتے۔ رخسار بیگم اب رابیل کی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔"

"بچپن میں جب سب کے بچے اپنے خوابوں کی دنیا میں کھیلتے تھے، میرا بچہ زندگی کے بوجھ اٹھائے چل رہا تھا۔جب کسی اور بچے کے لیے بچپن کی دنیا ایک حسین، رنگوں بھرا امیدان تھی،"

وہی میرا سرمد ایسی دنیا تصور بھی نہیں کر سکا جہاں وہ خود ہو، بے فکر اور آزاد۔ وہ کبھی گیمز کھیلنے والا بچہ نہیں بن سکا، کیونکہ اس کے کندھوں پر ذمہ داریوں کا سمندر تھا، اتنا بھاری کہ وہ کبھی پلٹ کر بھی نہیں دیکھ سکا۔

"وہ بچپن جو ہر انسان کی زندگی کا سب سے حسین حصہ ہوتا ہے، میرے بچے کے لیے صرف ایک یاد بن گیا، ایک ایسا زخم جو وقت کے ساتھ نہ صرف گہرا ہوتا گیا بلکہ اس کے دل میں ایک کٹھور پہاڑ بن گیا۔ اس نے نہ کبھی وہ مسکراہٹ دکھائی جو دل سے نکلتی، نہ وہ خوشیاں دیکھی جو چھوٹے بچوں نے دیکھی ہیں، کیونکہ اس کی دنیا میں نہ محبت کی جگہ تھی اور نہ پیار کی آغوش کی۔"

اُس نے اپنا بچپن کبھی حسین نہیں گزار، زندگی نے اُسے بچپن کے حسین لمحات دیے ہی نہیں تھے کہ وہ اُن کو یاد کرے اُن کو اچھے سے گزارے۔

بڑے ہو کر ہر صبح جب وہ وقت سے پہلے اٹھتا تھا، میں دیکھتی تھی کہ وہ صرف ایک جسم بن کر رہ گیا تھا جو بڑی عمر کو دھوکہ دے رہا تھا، دیکھنے میں وہ بڑا ہو گیا تھا، لیکن اندر سے وہ ایک چھوٹا، تنہا، سہما ہوا بچہ تھا۔ وہ خود سے لڑ رہا تھا، اپنی تنہائی سے لڑ رہا تھا۔ اور میں، ماں ہوتے

ہوئے بھی کچھ نہیں کر پائی۔ اس کے آنسو، جو خاموشی سے اس کی آنکھوں میں جمے رہتے تھے، میرے دل کو چیر کر رکھ دیتے تھے۔

اس لیے اگر کبھی تم نے اسے سخت، سر دیا بے پرواہ پایا ہے تو یہ چیز ہمیشہ یاد رکھنا کہ اُس کا بچپن اُس سے چھین لیا گیا تھا۔۔ وہ بچہ جو کبھی خوابوں میں آزاد تھا، آج صرف ایک بڑے جسم میں قید ایک چھوٹے دل کی طرح ہے۔ زخمی، خوفزدہ اور بے آواز۔

اور میں بس یہی دعا کرتی رہتی ہوں کہ کوئی اس کے دل کو پھر سے زندہ کر دے، کیونکہ جو بچپن میرے سرمد نے جھیلا ہے، میں چاہتی ہوں کہ اسے پیار ملے، وہ دوبارہ ہنس سکے۔ مگر تب تک یہ درد، یہ خاموشی، یہ زخم اس کا سایہ بن کر اُس کے ساتھ رہے گا جو اُس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل پوری توجہ سے اُن کی بات سن رہی تھی، جب اُسے ایک چیز کھٹکی، رابیل نے فوراً سوال کیا۔

آنٹی سرمد کے بابا نہیں ہیں کیا؟؟

نہیں۔ رخسار بیگم اُس انسان کو بلکل بھی یاد نہیں رکھنا چاہتی تھیں۔ اُن کے لیے اُن کا شوہر اُسی دن ہی مر گیا تھا جب اُس نے ان دونوں کو تنہا چھوڑا تھا۔

کب ڈیتھ ہوئی ان کی؟؟رابیل نے نہیں کا مطلب یہی سمجھا کہ وہ مر چکے ہیں۔

پتہ نہیں۔رخسار بیگم اس پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

یہ باتیں پھر کبھی بتاؤنگی۔انہوں نے ابت ہی بدل دی۔

ویسے مجھے پتہ نہیں تھا کہ باہر سے نظر آنے والے مضبوط سرمد سر اندر سے اتنے ٹوٹے ہوئے ہیں۔رابیل کو جیسے زور کا دھچکا لگا۔

وہ کافی دیر رخسار بیگم کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتی رہی،رابیل کے دل میں سرمد کی تنہائی کے لیے ہمدردی پیدا ہو رہی تھی۔اُس کو سرمد کے لیے برا لگ رہا تھا۔

موبائل کی نوٹیفیکیشن کی آواز سے رابیل نے بیگ سے موبائل نکالا اور ٹائم دیکھا۔

آنٹی،اب میں چلتی ہوں،بہت ٹائم ہو گیا،بی جان اکیلی ہو نگی۔رابیل موبائل کو ایک نظر دیکھ کر پھر سے بیگ میں ں رکھتے ہوئے بولی۔

چلو ٹھیک ہے،بی جان کو بھی میری طرف سے مبارک دینا،کبھی چکر لگاؤنگی میں تمہارے گھر۔رخسار بیگم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

ابھی چلیں،میں تو تیار ہوں آپ کو اپنے ساتھ لے کر جانے کے لیے۔رابیل خوشی سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں نہیں، پھر کبھی۔رخسار بیگم نے رابیل کو گلے لگاتے ہوئے کہا،

چلیں، میں انتظار کرونگی۔رابیل پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔

وہ اتنا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی کہ سامنے سے سرمد آتا ہوا نظر آیا۔۔رابیل نے ایک نظر سرمد کو دیکھا، آج رابیل کی آنکھوں میں سرمد کے لیے ہمدردی صاف جھلک رہی تھی۔

سرمد کی نظر بھی ایک لمحے کے لیے رابیل سے جا ملی۔وہ صرف ایک لمحہ وہاں رکا اور پھر فورا رابیل سے نظر ہٹا لی۔

رابیل جلدی سے وہاں سے نکل کر باہر آ گئی۔گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ گھر کے لیے روانہ ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

(******)

گھر کی فضا میں مکمل خاموشی نے بسیرا کر رکھا تھا، ابھی دو دن پہلے جو ہر طرف چہل پہل تھی اب ہر طرف سناٹا چھا چکا تھا۔

بی جان اپنے دوپٹے کی کڑھائی کرنے میں مصروف تھیں.

رابیل نے جیسے ہی گھر قدم رکھا ایک گہرا سانس لیا اور سیدھی بی جان کے کمرے میں جا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔اس کے چہرے پر تھکن، اور آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

بی جان صوفے کے کنارے بیٹھی تھیں۔ان کے ہاتھوں میں سرخ رنگ کا دوپٹہ تھا، جس پر وہ نہایت باریکی سے کڑھائی کر رہی تھیں۔

رابیل چپ چاپ لیٹی رہی، جیسے سوچوں کے کسی بھنور میں گم ہو۔

کھانا نہیں کھانا تم نے رابیل ؟؟بی جان نے عینک ناک سے نیچے کر کے رابیل کی طرف دیکھا جو بیڈ پر بے سدھ لیٹی ہوئی تھی۔

نہیں بی جان !! بھوک نہیں ہے۔رابیل نے بی جان کی طرف منہ کر کے کروٹ لی اور بولی۔

کچھ کھالو۔پھر آرام کر لینا۔بی جان رابیل کی فکر میں بولیں۔

رابیل نے ایک گہری سانس لی اور بی جان کو دیکھا۔

بی جان۔!!!!رابیل نے ہلکی سی کروٹ لیتے ہوئے ان کی طرف دیکھا،

کیا آپ بھی اتنی ہی تھک گئی ہیں جتنا کہ میں ؟

بی جان نے چشمہ ذرا سا نیچے کیا، ایک نگاہ پیار بھری ڈالی اور مسکرا کر بولیں،

نہیں بیٹا، میں تو بالکل تر و تازہ ہوں۔

رابیل نے ایک تھکن بھری آہ بھری۔

تو پھر میں اتنی تھکی ہوئی کیوں ہوں ؟ابھی تو صرف ایک چھوٹا سا فنکشن تھا... شادی کے دن تو میرا کیا حال ہو گا! وہ ہنستے ہوئے بولی مگر لہجے میں کہیں نہ کہیں ایک انجانی الجھن چھپی تھی۔

بی جان نے سوئی میں نیا دھاگا ڈالتے ہوئے کہا، رابیل کی طرف نظریں کی اور بولیں۔

کچھ نہیں ہوتا، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم بس تھوڑا آرام کرو۔ اور رہی بات شادی کی تو کچھ دنوں کی تھکاوٹ تو ہوتی ہی ہے۔

کچھ دنوں کی تھکاوٹ بھی مجھے عذاب لگ رہی بی جان میں تو بہت تھک گئی ہوں۔ رابیل نے انگڑائی لے کر دوبارہ سے سر سرہانے پر رکھتے ہوئے کہا،

ابھی تم سو جاو۔ یہ باتیں صبح بھی ہو جائیں گی۔

اور آپ ؟ آپ نہیں سوئیں گی ؟ رابیل نے بی جان کی طرف دیکھ کر پوچھا جو مسلسل دھاگا بدلتی جا رہی تھی۔ ہر ڈیزائن ہر دعا پر نئے رنگ کا دھاگہ ایسے جیسے وہ اس کام میں کافی مہارت رکھتی ہوں، بی جان بہت تیزی سے دوپٹہ پر کام کر رہی تھیں۔

یہ ایک سائیڈ مکمل کر لوں، پھر سو جاؤں گی۔

بی جان کی نظریں دوپٹے کی باریک کڑھائی پر جمی رہیں۔

رابیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

اچھا جیسا آپ کہیں!!

وہ کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔ کمرے میں اب مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔

رابیل نے آنکھیں بند کیں تو ذہن میں رخسار کی باتیں گونجنے لگیں۔

دیکھنے میں تو سرمد سر بالکل ٹھیک لگتے ہیں، مگر اندر سے کتنے دکھی ہیں، کسی کو اندازہ ہی نہیں۔۔۔

رابیل کے دل میں سرمد کے لیے ہمدردی پھر سے جاگی۔

بیچارے سرمد سر..... وہ دل ہی دل میں بولی۔۔

بی جان کے ہاتھ دوپٹے پر تیزی سے چلتے رہے... رابیل کی سانسیں آہستہ آہستہ بھاری ہو گئیں.

اور پھر ایک لمحے بعد، نیند نے اُس کو اپنے نرم دامن میں سمیٹ لیا۔

(*****)

گرمیوں کا موسم اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ شامیں سرد ہو چکی تھیں، اور صبح میں ہلکی سی دھوپ کا لمس محسوس ہوتا تھا۔ درختوں کے پتے بھی ہوا کے ساتھ ہلکے سے جھول رہے تھے، جیسے موسم بدلنے کی آہٹ سنائی دے رہی ہو۔

شہر کے دوسرے کونے میں رمیز اور اس کے باپ کا غیر قانونی کاروبار دن بدن پھیلتا جا رہا تھا۔ان کی جڑیں اتنی مضبوط ہو چکی تھیں کہ اب کوئی ان کے خلاف بولنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔پیسے کی طاقت نے سب کے ضمیر خرید لیے تھے۔

دوسری طرف سرمد کا بزنس مسلسل نقصان میں جا رہا تھا۔آرٹ ہاؤس میں سناٹا بڑھتا جا رہا تھا،کام رکنے لگا تھا۔چہرے پر سنجیدگی کی ایک تہہ جمی رہتی تھی جو کسی کو بھی اس کے قریب آنے سے روک دیتی۔

رابیل بھی اب پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔جاب پر جانا اب ایک بوجھ لگتا تھا، مگر مجبوری نے اس کے قدم باندھ رکھے تھے۔اسے اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنا نہیں آتا تھا۔آج بھی حسبِ معمول وہ سائٹ پر پہنچی تو سرمد اپنے کام میں گم تھا، برش رنگوں سے کھیل رہا تھا جیسے درد کو آرٹ میں چھپا رہا ہو۔

رابیل نے دوپٹہ سر پر ٹھیک کیا اور پینٹنگز کلرز کھول کر دیکھنے لگی۔کچھ دیر بعد مینیجر جس کے چہرے پر اضطراب صاف دکھائی دے رہا تھا، سرمد کے قریب آیا۔

وہ آہستہ سے بولا۔سرمد سر مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

سرمد نے پینٹ برش کو وہی چھوڑ دیا، ایک نظر اُس پر ڈالی اور اُسکو اپنی بات کرنے کا کہا۔

سرمد سر!! میم کو کچھ فائنینشل ایشو چل رہا ہے بزنس میں، اگر کاسٹ میں تھوڑی کمی کردی جائے تو آسانی ہو جائے گی۔

نیور!! سرمد نے اُس کے سوال میں سیدھا جواب دے کر واپس اپنی نظریں پینٹنگ پر مرکوز کردیں۔

مینیجر نے پھر گزارش کی، آواز میں بے بسی تھی۔ مگر سرمد کے لہجے میں برف سی ٹھنڈک اتر چکی تھی۔

سر سمجھنے کی کوشش کریں۔

ہم اپنا وقت، اپنا فن، اپنی محنت کسی خیرات کے طور پر نہیں دیتے۔ اگر ان کے پاس گنجائش نہیں تھی تو ہمارے ساتھ کنٹریکٹ ہی کیوں کیا؟

فضا میں جیسے ایک خاموش بغاوت گونج اٹھی۔ رابیل نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ آنکھوں میں ضد اور تھکن دونوں تھی۔

اگر آپکو اتنا ہی ایشو ہے تو ہم نے جتنا کام کیا ہے ہم وہی چھوڑ دیتے ہیں باقی آپ کسی ایسے آرٹسٹ سے کروالینا جو آپ کے بجٹ پر پورا اترے۔ کیونکہ میں بلکل بھی کسی قسم کی کمی نہیں کر سکتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر میم پے کر دیں گی لیکن...............وہ خاموش ہو گیا۔

ہم آج کا کام یہی ختم کرتے ہیں۔کل اپنی اونر سے بات کر لینا،اگر وہ ہمارے معیار پر سمجھوتہ نہیں چاہتیں تو ہم لوٹ آئیں گے،ورنہ ہمارا کنٹریکٹ ختم سمجھا جائے۔اس نے سادہ لہجے میں کہااور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا،

چلیں مس رابیل۔سر مد نے رابیل کی طرف دیکھا جو اپنی پینٹنگ کو بلکل لاسٹ ٹچ دے رہی تھی۔

رابیل نے سر مد کے کہنے پر سب کچھ وہی چھوڑ دیا،اور وہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی رابیل دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی کہ ہلکی ہوا اس کے بالوں کو چہرے پر لے آئی۔

سر مد تیزی سے آگے کی طرف چل رہا تھا۔رابیل بھی سر مد کے پیچھے چل پڑی۔دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے۔انجن کی آواز سرد ہوا میں گھل گئی۔

کچھ دیر تک دونوں کے درمیان مکمل خاموشی چھائی رہی۔۔رابیل کے چہرے پر الجھن تھی۔پھر وہ آخر بول ہی پڑی۔

اس کے لہجے میں نرم احتجاج تھا۔

سر اگران کو کوئی ایشو ہے تو آپ ان کی سیچویشن سمجھنے کی کوشش تو کرتے۔

کبھی کبھی کسی کی مشکل سمجھ لینا بھی انسانیت ہوتی ہے۔رابیل سرمد کی طرف دیکھ کر بولی، سرمد سڑک پر نظریں جمائے چپ رہا۔اس کی آنکھوں میں جیسے کوئی پرانی تکلیف ابھر رہی تھی۔

سرمد کی کمپنی خود اس وقت لاس میں چل رہی تھی اس کے باوجود وہ کام ٹھکرا آیا تھا۔۔

رابیل نے بات جاری رکھی، سرمد کی خاموشی اُسکو غصہ دلا رہی تھی۔۔اتنا بھی پیسوں کا بھوت کیوں سوار ہے آپ پر، سر؟ آج اگر آپ کسی کے کام آئیں گے تو کل کوئی آپ کے کام آئے گا۔

گاڑی کے شیشے کے پار شام گہری ہو چکی تھی۔اور ٹھنڈی ہوا نے پورے ماحول کو سنجیدہ کر دیا تھا۔سرمد خاموشی سے اُس کو سنتا جا رہا تھا۔

سرمد نے گاڑی کا رخ موڑا اور اچانک گاڑی روکی۔پہیوں کے نیچے بجری کی کرچیں چرچرا اٹھیں۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔اس کے چہرے پر دھیمی روشنی پڑ رہی تھی، جیسے اندر کہیں کوئی طوفان چل رہا ہو۔

پھر اس نے آہستہ سے رابیل کی طرف دیکھا اور کہا، باہر نکلیں۔

رابیل چونک گئی، اُس نے ارد گرد دیکھا تو جگہ بلکل سنسان تھی۔ارد گرد صرف درخت تھے اوران کے درمیان چاندنی کی ہلکی روشنی زمین پر بکھری ہوئی تھی۔

سرمد ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر اُسکی طرف آیا۔

کڈیو پلیز سٹیپ آوٹ سائیڈ۔ مس رابیل۔ سرمد کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا، لیکن وہ پھر بھی رابیل کی وجہ سے ضبط کیے ہوئے تھا۔

ٹھنڈی ہوا نے سرمد کے چہرے کو چھوا۔

رابیل نے ایک لمحے کے لیے اس کا چہرہ دیکھا۔آنکھوں میں طوفان دبا ہوا تھا۔وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر آگئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور لمحہ بھر کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے خزاں کے موسم میں کوئی نئی کہانی جنم لینے کو ہے۔

رات کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔آسمان پر چاند دھند میں لپٹا ہوا تھا فضا میں ہلکی سی ٹھنڈک تھی، ہوا کے جھونکے درختوں کی ٹہنیوں سے ٹکرا کر سرسراہٹ پیدا کر رہے تھے۔

رابیل نے حیران نظروں سے ارد گرد دیکھا۔دل میں ایک انجانا سا خوف سر اٹھانے لگا۔اس نے دھیرے سے کہا کہ سر؟

مگر جواب میں خاموشی تھی۔

رابیل ڈرتے ڈرتے بولی۔

سر، یہ کون سی جگہ ہے۔؟؟؟

سرمد آہستہ آہستہ اس کے قریب آیا۔اس کے قدموں کی چاپ سنسان رات میں کسی دھڑکن کی طرح سنائی دی۔وہ ٹھہر کر بولا۔

بہت بول رہی تھیں آپ، اب بولیں۔وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا،ارد گرد گہرے اور گھنے درخت تھے، جو کافی خوفناک لگ رہے تھے۔ہوا بھی کافی تیز چلنا شروع ہو گئی تھی۔

رابیل نے خوف اور الجھن کے ملے جلے احساس میں ایک قدم پیچھے ہٹایا۔اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر الفاظ جیسے گم ہو گئے تھے۔

سرمد کے اندر جیسے لاوا پک رہا تھا۔وہ کچھ بولنے ہی والا تھا کہ اچانک اپنا غصہ ضبط نہ کر سکا۔اُس نے گاڑی سے ٹیک ہٹائی اور درخت کی طرف بڑھا۔اس نے ہاتھ اٹھایا اور زوردار مکا درخت کے تنے پر دے مارا۔

رات کا سکوت ایک لمحے کے لیے ٹوٹ گیا۔درخت پر خون کے سرخ دھبے ابھر آئے۔

سرمد کی ہتھیلی سے خون بہہ رہا تھا۔رابیل چونک گئی۔وہ بے اختیار آگے بڑھی مگر سرمد نے

ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

اس کی آواز بھاری، بھرّی ہوئی اور زخمی تھی۔وہ بولنا شروع ہوا، کبھی یہ سوچا ہے آپ نے کہ

جو انسان باہر سے مضبوط لگتا ہے، اندر سے کتنا ٹوٹا ہوا ہو سکتا ہے۔؟؟

اس کے لہجے میں درد اور زہر دونوں گھلے ہوئے تھے۔

آپ لوگوں کو لگتا ہے میں پیسوں کا بھوکا ہوں۔کبھی جانا ہے کہ میں ایسا کیوں ہوں؟

میرے اندر یہ تلخی کیوں ہے؟

ہوا تھم گئی تھی۔رابیل خاموش کھڑی اس کے الفاظ سن رہی تھی،

سرمد کی آواز ٹوٹتی گئی۔

آپکو پتہ ہے کہ یہ بزنس میں نے کیسے اسٹیبلش کیا ہے۔کتنی محنت کی ہے میں نے۔؟؟؟

آپکو کیا؟؟؟؟آپ لوگوں کو بس بیٹھے بیٹھے سب مل جاتا ہے۔

کیا آپکو پتہ ہے کتنی مشکل ہوتی ہے بغیر باپ کے اکیلے سب حاصل کرنے میں۔

Clubb of Quality Content

آپ کو پتہ ہے میں نے یہ بزنس بنانے کے لیے سب کچھ قربان کیا۔ نیند، سکون، رشتے، کچھ نہیں چھوڑا۔ لیکن دنیا نے کبھی میری محنت نہیں دیکھی، صرف میرے پاس موجود پیسہ دیکھا۔

سر میں نے۔۔۔۔رابیل بولنے لگی تھی کہ سرمد نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے چپ رہنے کا کہا،

وہ رکا، گہری سانس لی، اور زمین کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں پرانے زخموں کی دھول جمی تھی۔

پھر جیسے برسوں کا بوجھ زبان سے ٹوٹ کر بہہ نکلا۔

میں نے اپنے ارد گرد یہی دیکھا ہے کہ جس کے پاس پیسہ ہے بس وہی طاقتور ہے۔

جب میں نے اپنے ارد گرد لوگوں کو پیسے والے کو عزت دیتے دیکھا تو ایک چھوٹا بچہ یہ دیکھ کر کیا ہی سیکھ سکتا ہے۔ میں نے اپنے بچپن میں یہ سیکھا ہے۔ کہ جس مرد کے پاس پیسے نہیں تھے میں نے اس مرد کی آنکھوں میں آنسو نہیں، ایک ٹوٹا ہوا غرور دیکھا ہے۔ جس کی جیب میں سکے نہیں تھے۔ وہ کسی کام کا نہیں سمجھا جاتا۔

جب میں اور میری ماں اکیلے رہ گئے تھے۔ تب۔۔۔۔۔۔۔۔

میری جیب خالی تھی، مگر دل میں خوابوں کا سمندر تھا۔

میرے دل میں ہزاروں، امیدیں اور کندھوں پر زمہ داریاں تھیں۔

دنیا نے میرے خواب نہیں دیکھے، میری خالی جیب

دیکھی۔اور اس خالی جیب کا مول لگا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی آواز میں اب لرزش تھی۔

وہ بولا۔،

خالی جیب صرف غربت نہیں ہوتی، یہ ایک مرد کی خاموش فریاد

ہوتی ہے۔ایسی چیخ جو کوئی نہیں سنتا۔لیکن وہ اندر اسے ہر روز سہتا ہے۔

وہ ہر دن ہنستا اور جیتا ہے مگر تھوڑا تھوڑا مر بھی جاتا ہے۔یہی چیخ جو

ہر دن مر کر بھی جینے پر مجبور کرتی ہے۔

وہ کہتا جا رہا تھا۔

مرد کے آنسو دنیا نہیں دیکھتی۔اس کے زخموں پر کوئی مرہم نہیں

رکھتا۔لوگ اس کی بات تب سنتے ہیں جب اس کے ہاتھ میں دینے کو کچھ ہو۔جب کچھ نہ بچے

تو وہی لوگ نگاہیں پھیر لیتے ہیں۔

Clubb of Quality Content!

رابیل کے قدم بے اختیار آگے بڑھے۔اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ہر لفظ تیر کی طرح دل میں اترتا جارہا تھا۔

جس دن مرد کے پاس دینے کو کچھ نہ رہے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہی رشتے سوال اٹھانے لگتے ہیں۔۔۔۔۔

نگاہیں حقارت میں بدلنے لگتی ہیں۔

اور دنیا اس کے ہونے کے مقصد کو ہی مٹا دیتی ہے۔۔۔

پیسہ شاید خوشی نہیں دے سکتا، مگر ایک مرد کے لیے یہ اس کی عزت ہے،اس کا وقار،اس کی پہچان ہوتی ہے۔پیسہ اس کی خاموشی کی زبان ہے۔اس کے لفظوں کا وزن ہے، اس کے وجود کی ڈھال ہے۔جو سب کچھ سہہ کر بھی خاموش رہتا ہے۔

ایک خالی جیب والا مرد۔۔۔۔۔۔۔

سب کچھ سن لیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔مگر بولتا نہیں۔۔

وہ سب کچھ سہہ لیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔، مگر دکھاتا نہیں۔

وہ ہر دن تھوڑا تھوڑا ٹوٹتا ہے، مگر چپ رہتا ہے۔

کیونکہ اسے پتا ہے کہ دنیا صرف اسی مرد کو مانتی ہے جس کی جیب بھری ہو۔ باقی سب صرف سانس لیتے وجود ہیں، عزت نہیں۔ اور لوگ ایسے مردوں کو عزت بھی نہیں دیتی جن کی جیب خالی ہو۔

خاموشی دوبارہ گہری ہو گئی۔ فضا میں صرف ہوا کی ہلکی سرگوشی باقی تھی۔

رابیل کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر بہہ گیا۔ وہ دھیرے سے اس کے قریب آئی، اس کے زخمی ہاتھ پر نظر ڈالی۔ خون اب بھی بہہ رہا تھا۔

سرمد جا کر قریب کے بینچ پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں خلا میں الجھی ہوئی تھیں۔ رابیل اس کے سامنے کھڑی تھی، مگر دونوں کے درمیان نہ کوئی فاصلہ تھا، نہ کوئی قربت۔

کچھ لمحے یونہی بیت گئے۔ صرف پتوں کی سرسراہٹ اور ان کے بیچ سانسوں کی مدھم آواز باقی تھی۔

پھر سرمد کی آواز ابھری، بھاری، گہری اور بوجھل۔

اس نے آہستہ سے کہنا شروع کیا۔

"انتظار کرنا آسان نہیں ہوتا... خاص طور پر اُس انسان کے لیے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا۔"

رابیل کی نظریں اس کے چہرے پر جم گئیں۔اس کے چہرے کی سختی کے پیچھے ایک عجیب سا خالی پن تھا، جیسے وہ ہر دن تھوڑا تھوڑا مر کر زندہ ہو رہا ہو۔

"اصل تکلیف تب ہوتی ہے جب آپ کسی ایک انسان سے اتنی امیدیں لگالیں کہ اس کے بغیر جینا مشکل لگے، اور پھر وہی شخص چلا جائے۔"

اس کے الفاظ ہوا میں تحلیل ہوتے گئے۔کچھ دیر وہ خاموش رہا، جیسے خود اپنے ماضی میں جھانک رہا ہو۔پھر آہستہ سے اس کے لب ہلے۔

پتہ ہے عورت جب دل سے کسی مرد کو چاہتی ہے تو وہ چاہت لمحاتی نہیں ہوتی۔وہ چاہت اس کے وجود میں سانسوں کی طرح اتر جاتی ہے،

خاموش، بے آواز مگر مسلسل۔

اور جب وہ مرد اس کا مقدر نہ بنے، تو وہ عورت باہر سے مسکراتی رہتی ہے، مگر اندر سے ہر دن تھوڑا تھوڑا مر جاتی ہے۔

سرمد کا لہجہ نرم پڑنے لگا، جیسے کوئی پرانا زخم دوبارہ کھل گیا ہو۔وہ تھوڑا رکا، گہری سانس لی، اور پھر دھیرے سے بولا... میری ماں۔

Clubb of Quality Content!

اس کے لہجے میں ایک ٹوٹا ہوا احساس تھا، جیسے ایک بچہ برسوں بعد اپنی ماں کی ادھوری کہانی سنا رہا ہو۔

میری ماں آج بھی اس مرد کی اسیر ہے اس کی محبت میں قید ہے

جو پچیس سال پہلے ان کی دنیا اجاڑ کر کسی اور آنگن میں بہاریں لے گیا۔

اس دن کے بعد وقت تو آگے بڑھ گیا، مگر میری

ماں وہیں رک گئی۔

اسی لمحے، اسی دن، اسی دکھ میں۔

رابیل کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

سرمد کی آواز مدھم مگر کاٹ دار تھی۔

میری ماں آج بھی زندہ ہیں، مگر زندگی نہیں جیتیں۔ وہ ہر روز ایک نئے سوال کے ساتھ آنکھ کھولتی ہیں، مگر کسی سے کچھ نہیں کہتیں۔

رات کو جب دنیا سو جاتی ہے، وہ چپ چاپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر روتی ہیں، آہستہ، دبے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ۔

اس نے نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں۔ بادلوں کے پیچھے کہیں چاند کا ایک ٹکڑا جھانکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی آواز بھٹکی، مگر دل سے نکلی۔

وہ شخص جسے میری ماں نے اپنی دنیا سمجھا، اپنی سانسوں میں بسایا، وہی ان کی دنیا سے چلا گیا۔

مگر میری ممی... وہ آج بھی اس شخص کی یادوں کے ساتھ سوتی ہیں، اس کے خواب دیکھتی ہیں۔

کبھی کبھی مسکرا بھی لیتی ہیں،۔۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے رو پڑتی ہیں۔

کبھی وہ پرانی چوڑیاں نکالتی ہیں، وہ چوڑیاں جن کی کھنک اب صرف ان کے دل میں باقی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کبھی وہ پرانی تصویریں دیکھتی ہیں جن میں ان کی ہنسی جمی ہوئی ہے، مگر آنکھیں اُس دن سے نم ہیں جب وہ شخص چلا گیا۔

وہ پرانی یادوں میں اپنے بیتے لمحے دیکھتی ہیں۔۔۔ اپنی زندگی دیکھتی ہیں جو رک گئی ہے۔۔

ہوا تھم گئی تھی۔ ہر لفظ ایک زخم کی طرح زمین پر گر رہا تھا۔ سرمد کے لب ہلے۔ وہ بولا

"محبت کی ایک خاصیت ہے۔یہ معاف کر دیتی ہے،"

مگر بھولتی نہیں۔

میری ممی نے بھی اس شخص کو معاف کر دیا، مگر دل سے کبھی جانے نہیں دیا۔اسکی کمی آج

بھی اُن کے وجود سے چیخ چیخ کر بات کرتی ہے۔

نہوں نے کبھی زندگی سے کچھ نہیں مانگا تھا

سوائے اس ایک شخص کے۔۔۔اور وہ بھی چھین لیا

گیا۔۔۔

کچھ درد لفظوں میں نہیں سما سکتے۔وہ صرف آنکھوں میں تیرتے ہیں۔اور کچھ محبتیں اتنی سچی

ہوتی ہیں کہ بے وفائی کے بعد بھی کم نہیں ہوتیں، بلکہ اور گہری ہو جاتی ہیں۔

اس نے آہستہ سے کہا۔۔

میری ممی آج بھی اس شخص کی محبت میں زندہ ہیں۔۔۔اور

شاید مرتے دم تک اس کی محبت میں رہیں گی۔

اس شخص کے لیے جو انہیں چھوڑ گیا، مگر جسے انہوں نے

کبھی دل سے جانے نہیں دیا۔

رابیل کے ہونٹ کپکپا گئے۔ وہ دھیرے سے بولی،

تو کیا آپ کے بابا... کبھی واپس نہیں آئے؟

سرمد کے چہرے پر ایک ٹوٹی ہوئی مسکراہٹ ابھری، وہ مسکراہٹ جو ہنسی نہیں، دکھ کی آواز تھی۔ اس نے سر ذرا سا اٹھایا، اور ایک بے جان سا قہقہہ لگا دیا۔

اس کی آنکھوں میں روشنی نہیں، صرف پرانی یادوں کی راکھ تھی۔ اس کا وہ قہقہہ سنسان فضا میں گونج کر واپس پلٹا، جیسے کوئی خالی مکان اپنے اندر کی گونج خود سن رہا ہو۔

رابیل نے نظریں جھکا لیں۔ ہوا نے ایک بار پھر زور سے جھونکا مارا۔ درختوں کے پتے لرزے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور اس لمحے، سرمد اور رابیل کے درمیان وقت جیسے تھم سا گیا، فضا میں اس کے الفاظ کی بازگشت باقی تھی۔

"جو شخص ایک بار آپ کو دھوکہ دے، وہ دراصل آپ

کے اعتماد، آپکی سچائی اور آپ کی محبت سے کھیلتا ہے۔۔ ایسے شخص کو دوسرا موقع دینا۔

خود کو اس اندھیری کھائی میں دوبارہ دھکیلنے جیسا ہے

جس کا انجام آپ پہلے ہی جانتے ہیں"

اس کی آواز بھاری، بھید بھری اور زخمی تھی۔ ہر جملہ، ہر لفظ ایک ایسی راکھ میں لپٹا ہوا تھا جس کے نیچے کوئی جلتی ہوئی چنگاری چھپی ہو۔

"جس کے مزاج میں فریب ہو، وہ موقع ملنے پر پھر وار ضرور کریگا۔۔۔ کیونکہ اسکا ضمیر جاگتا نہیں اور دل وفا کے مفہوم سے خالی ہوتا ہے۔"

"زندگی بہت قیمتی ہے اسے ان لوگوں کے ہاتھوں برباد نہ کریں جو آپ کے خلوص کو کمزوری سمجھتے ہیں۔"

"اب فیصلہ اس دھوکہ کھانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ یا تو عقل سے کام لے کر خود کو مضبوط رکھیں۔ یا آنکھیں بند کر کے اسی آگ میں دوبارہ کود جائیں۔۔۔ جو آپ کو پہلی بار بھی جلا چکی تھی۔"

"معاف کرنا اچھا ہے۔۔۔ مگر بار بار جلنا کمزوری نہیں بلکہ خود سے بے وفائی ہے۔"

سرمد اپنے ہاتھ سے گرتے خون کو مٹھی بند کر کے دبالیتا ہے۔

رابیل خاموشی سے اس کے قریب کھڑی تھی۔ اس کے دوپٹے کا کنارہ ہوا میں لہرا رہا تھا، چہرے پر نرمی، آنکھوں میں ہمدردی تھی۔

کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ آہستہ سے بولی۔

سر، میں ایک بات کہوں؟

سرمد نے فقط سر ہلادیا۔اس کے لہجے میں تھکن تھی، مگر آنکھوں میں تجسس کی جھلک۔رابیل نے گہری سانس لی، جیسے کوئی بات دل کے اندر سے کھینچ کر نکال رہی ہو۔

اس کی آواز میں نرمی تھی، مگر الفاظ میں روشنی تھی۔

سر!!

سر میری بی جان کہتی ہیں کہ "ماضی میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا ' چاہیے۔کیونکہ ماضی صرف زندگی کے چند لمحوں پر مبنی ایک ایسا وقت ہوتا ہے۔جو گزرنے کے بعد صرف یاد بن جاتا ہے۔۔وقت سے بہتر کوئی مرہم نہیں ہوتا۔۔یہ ہر دکھ، ہر زخم کو دھیرے دھیرے مٹادیتا ہے۔وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔حتیٰ کہ ہمیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ ہم کسی کرب سے گزرے تھے۔"

"اور پھر ایک دن آتا ہے جب ہمیں خود یاد نہیں رہتا کہ ہم کبھی روئے بھی تھے۔"

سرمد کی نظریں اب بھی نیچے جھکی تھیں، مگر دل سن رہا تھا، پہلی بار دل سے۔

رابیل بولتی گئی،

یہ اللہ کی خاص عنایت ہے اُن بندوں پر جو صبر کرتے ہیں،اور یقین

رکھتے ہیں کہ ہر اندھیرے کے بعد روشنی ہے۔

آپ بھی اپنے ماضی کو رب کے حوالے کر دیں۔اور بھول

جائیں۔آپ جتنا اسے چھیڑیں گے،وہ آپ کو اندر سے کاٹتا چلا جائے گا۔

ماضی ایک سایہ ہے،جو وقت کے سورج کے ساتھ مدھم ہوتا جاتا

ہے۔

اس کے چہرے پر ایک عجیب سا سکون اتر آیا۔ہوا کے نرم جھونکوں کے ساتھ اس کی آواز

کسی دعا کی طرح بہہ رہی تھی۔

"زندگی بہت حسین ہے،سر۔بس اسے محبت،شکر اور

خوبصورتی کے ساتھ جینا سیکھنا ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں۔

بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، بیشک تنگی کے ساتھ ہی آسانی ہے۔

"اور جو صبر کرتے ہیں، ان پر آخر کار رحمت نازل ہوتی ہے۔ وہ آنسو جو رب کی رضا میں بہائے جائیں، کبھی ضائع نہیں جاتے"

سرمد کی سانسیں بھاری ہونے لگیں۔ اس کے اندر جیسے کچھ ٹوٹ کر بیٹھ رہا تھا۔ لیکن اس ٹوٹنے میں ایک نیا سکون چھپ گیا تھا۔

رابیل نے ایک قدم آگے بڑھایا، آواز اب دھیمی مگر پُراثر تھی۔

"غم کے وقت صبر کرنا، صبر کی سب سے اعلیٰ صورت ہے۔"

"ماضی کو رب کے حوالے کریں، اسے بار بار چھیڑنے سے صرف روح زخمی ہوتی ہے"

"جو گزر گیا، وہ رب کی رضا سے گزرا۔ اور جو آنے والا ہے، وہ آپ کے صبر کا انعام بن سکتا ہے۔"

وہ لمحے بھر کو رکی، پھر دھیرے سے بولی،

مولانا رومی فرماتے ہیں،

"غم تمہیں تیار کرتا ہے، صاف کرتا ہے، اور تمہیں اس مقام تک لے جاتا ہے جہاں تم پہلے کبھی نہیں پہنچے تھے۔"

اس کے الفاظ ختم ہوئے تو فضا میں ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ ہوا جیسے رک گئی ہو۔

رابیل کی بات ختم ہوئی، مگر اس کے الفاظ ابھی بھی فضا میں تیر رہے تھے، کسی دعا، کسی مرہم کی طرح۔

سرمد خاموش بیٹھا رہا۔ چہرے پر ضبط اور احساس کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ رابیل نے دو تین بار پکارا،

سر...؟

سرمد سر...؟

اس نے نظریں اٹھائیں۔ آنکھوں میں نمی تھی، مگر چہرے پر پہلی بار نرمی جھلکی۔ لب ہلے، ایسا لگا جیسے برسوں بعد اس کے اندر کی خاموشی نے پہلی بار کوئی سانس لی ہو۔ ہوا نے ہلکا سا جھونکا مارا۔ درختوں کے پتے سرسرا اٹھے۔

سرمد نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ سوئی دس پر ٹھہر چکی تھی۔ وقت جیسے ان کے درمیان ساکت ہو گیا تھا۔

Clubb of Quality Content!

اس نے دھیرے سے کہا۔

ٹائم بہت ہو گیا ہے، میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہیے۔

اس کے لہجے میں کوئی جلدی نہیں تھی، صرف ایک تھکن تھی، وہ تھکن جو دل کی گہرائی سے آتی ہے۔

رابیل نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ خون اب خشک ہو چکا تھا مگر زخم کی لالی ابھی باقی تھی۔

وہ نرمی سے بولی، سر، آپ کا ہاتھ؟

سرمد نے بے پرواہی سے مٹھی کھولی، ہلکا سا مسکرایا۔ میرے لیے نارمل ہے یہ سب۔ آپ گاڑی میں بیٹھیں۔

رابیل نے کچھ کہنا چاہا مگر اس کے لہجے میں ایسی حتمیت تھی کہ وہ خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

گاڑی اسٹارٹ ہوئی، پہیوں کے نیچے بجری کی آواز گونجی۔

پورے راستے میں صرف ہوا کی آواز تھی،ان دونوں کے درمیان ایک خاموش دیوار تھی جو لفظوں سے نہیں،احساس سے بنی تھی۔رابیل کبھی شیشے سے باہر دیکھتی، کبھی آسمان کی طرف۔

چانداب بادلوں کے پیچھے چھپ گیا تھا،جیسے اس نے بھی سننے کے بعد خاموش رہنا بہتر سمجھا ہو۔سرمد نے نظریں سڑک پر جمار کھی تھیں۔وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر الفاظ جیسے گلے میں اٹک گئے تھے۔

گاڑی کے اندر صرف ان کے سانسوں کی مدھم آواز گونج رہی تھی۔کچھ دیر بعد گاڑی رابیل کے گھر کے سامنے رکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے پرس سنبھالا،دروازہ کھولا ہی تھا کہ سرمد کی آواز ابھری۔

مس رابیل۔

رابیل نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

اس کے چہرے پر چاندنی کا ایک نرم سا عکس تھا۔

سرمد نے سامنے دیکھتے ہوئے دھیرے سے کہا،

آج جو بھی بات ہوئی،ہو سکے تو اسے بھول جایئے گا۔

مجھے نہیں پتہ کہ میں نے آپ سے یہ سب کیوں کہا... شاید نہیں کہنا چاہیے تھا۔

اس کے لہجے میں شرمندگی نہیں، بلکہ ایک عجیب سا خالی پن تھا۔ جیسے وہ خود اپنے جذبات پر حیران ہو۔

رابیل نے چند لمحے اسے دیکھا، پھر نرم لہجے میں بولی،

میں آپ کو وہ باتیں یاد دلا کر شرمندہ نہیں کروں گی، سر۔

اس کے الفاظ مختصر تھے مگر بھروسے سے بھرے ہوئے۔

سرمد نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا، وہ نظر لمحہ بھر کو ٹھہری، جیسے اس خاموشی میں ایک نامکمل شکر گزاری چھپی ہو۔

پھر اس نے نظریں پھیر لیں اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ رابیل دروازہ بند کرتے ہوئے

بولی، سر، ہو سکے تو اپنا رابطہ اللہ سے مضبوط کریں۔ جو دل میں رہتا ہے، وہ دل کے حال جانتا ہے۔

پریشان رہنے سے بہتر ہے کہ آپ اپنے دل کی بات اللہ کے سامنے رکھیں۔ اس کے الفاظ ہوا میں پھیل گئے۔

وہ ایک نظر اس کو دیکھتا ہے اور پھر کچھ کہے بغیر گاڑی سٹارٹ کر دیتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد نے کچھ نہیں کہا۔گاڑی آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ہیڈلائٹس کی روشنی میں اس کا چہرہ لمحہ بھر کو چمکا، پھر اندھیرے میں گم ہو گیا۔رابیل وہیں کھڑی اس گاڑی کو جاتا دیکھتی رہی۔

اس کی آنکھوں میں چمک اور نمی دونوں تھیں۔

گاڑی کا دھواں مدھم ہوا، روشنی غائب ہوئی، وہ دھیرے سے پلٹی، گھر کے دروازے تک گئی۔دروازہ کھولنے سے پہلے آخری بار مڑ کر دیکھا،

سڑک اب خالی تھی، مگر اس خالی سڑک پر سرمد کے الفاظ، اس کے دکھ، اور وہ خاموشی اب بھی ٹھہری ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے دروازہ بند کیا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی روشنی جلائی۔

ہر اندھیرے کے بعد سکون ضرور آتا ہے۔

رابیل نے دوپٹہ اتارا، آنکھیں بند کیں، اور دل میں صرف ایک دعا دہرائی۔

اللہ، اس شخص کے دل کو قرار دے دے، جو برسوں سے اپنی خاموشی میں جل رہا ہے۔

(*******)

رات اپنی آخری سانسوں پر تھی۔آسمان گہرا نیلا اور شہر کی روشنیوں کے درمیان کہیں کہیں بادل تیر رہے تھے۔

سرمد گھر آتے ہی سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔دروازہ بند کیا تو کمرے میں پھیلی خاموشی نے جیسے اسے گلے لگالیا۔وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا، چہرے پر تھکن، آنکھوں میں ایک خالی سا خلا۔

فریش ہونے کے بعد اس نے ہاتھ کے زخم پر ہلکا سا رومال باندھا، پھر آہستہ سے بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔کمرا ٹھنڈا تھا مگر دل میں آگ سی جل رہی تھی۔

آنکھیں بند کیں تو رابیل کی باتیں گونجنے لگیں، ہر لفظ جیسے اس کے دل پر ہلکا سا مرہم چھوڑ گیا ہو۔رابیل کی باتیں اُسکا چہرہ اُس کی آنکھوں سے جا نہیں رہا تھا۔وہ چونک کر آنکھیں کھول لیتا ہے، پھر خود سے شرمندہ ہو کر دوبارہ بند کر لیتا ہے۔نیند جیسے اُس سے روٹھ گئی تھی۔کبھی ایک کروٹ، کبھی دوسری، مگر سکون کہیں نہیں۔

وقت گزرتا گیا، رات کے تین بج چکے تھے۔اس نے موبائل اٹھا کر وقت دیکھا، پھر چپ چاپ اٹھ گیا۔کھڑکی کے پار اندھیرا گھرا ہوا تھا۔ہوا میں ٹھنڈک کے ساتھ ایک عجیب سی نمی تھی۔

پتے ہلکی ہوا کے ساتھ سرسرا رہے تھے، اور شہر جیسے نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن سرمد جاگ رہا تھا۔ نہ آنکھوں میں نیند، نہ دل میں قرار۔

ایک بے نام سی کسک، ایک اندرونی خلش جو اسے توڑ رہی تھی۔ پھر اچانک، نہ جانے کیوں، اس کے دل میں ایک خیال آیا، تہجد۔ وہ زندگی میں پہلی بار اس لمحے سجدے کے لیے تیار ہوا۔ نہ رسم، نہ عادت، صرف ایک سچی پکار۔

وہ کمرے سے نکل کر واش روم گیا۔ وضو کے لیے گیا، نل کھولا تو ٹھنڈے پانی کی بوندوں نے اس کے چہرے کو چھوا۔ پانی بہتا گیا،

ساتھ ہی دل کے زخم، ماضی کے دکھ، اور آنکھوں کی نمی بھی بہہ نکلی۔ وہ پہلی بار اپنے درد کو دھو رہا تھا۔

وضو کے بعد وہ آہستہ سے کمرے کے کونے میں آیا۔ جائے نماز اٹھائی، بہت دنوں بعد کسی چیز کو اتنی محبت سے تھاما۔ اس نے آہستہ سے اسے بچھایا، اور چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔

فضا میں مکمل سکوت تھا، بس دل کی دھڑکن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ تہجد کے لیے کھڑا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہر رکعت میں آنکھوں سے بہتے آنسو اس کے چہرے پر گر رہے تھے۔ لیکن زبان خاموش تھی، کیونکہ آج الفاظ نہیں، جذبات دعا بن گئے تھے۔

نماز مکمل ہوئی۔ وہ سجدے میں گیا، اور وہاں رک گیا۔ ایک طویل، سچا، لرزتا ہوا سجدہ۔

وہ رو رہا تھا، جیسے برسوں سے جمع شدہ درد ایک ساتھ بہہ نکلا ہو۔ اس نے آہستہ سے کہا،

یا اللہ، میں آج صرف مانگنے نہیں آیا، میں صرف تیرے سامنے دل کھولنے آیا ہوں۔ تو جانتا ہے، میں نے کیا کیا برداشت کیا ہے

کب ٹوٹا ہوں، .... کب بھٹکا ہوں، .... کب اکیلا پڑ گیا۔..... پر کبھی اتنا خالی محسوس نہیں کیا، .... جتنا اب۔ اس کی آواز بھیگ گئی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

لفظ کمزور پڑ گئے، مگر آنسو رواں رہے۔

جب میں نے رابیل کو دیکھا، تو لگا جیسے وہ تیرے بعد میری سب سے بڑی پناہ ہو سکتی ہے۔

... پر وہ میری نہیں

وہ رک گیا۔ سجدے میں آنسو ٹپکنے لگے، جائے نماز کے دھاگوں میں جذب ہوتے چلے گئے۔ آنسوؤں کی روانی بڑھتی گئی۔

میرے مالک، اگر وہ میرے نصیب میں نہیں،.....................تو بس اتنی طاقت

... دے دے کہ میں اس کا ذکر سن کر بھی مسکرا سکوں

اسے کسی اور کے ساتھ خوش دیکھ سکوں۔................اور اگر کہیں، کسی لمحے کسی تقدیر

میں،__________

تو نے لکھا ہو کہ رابیل میری ہو سکتی ہے...______________تو اے خدا، مجھے وہ عطا کر

دے۔

میں وعدہ کرتا ہوں،_________اس کی مسکراہٹ میں تیری رحمت دیکھوں گا،

اس کی ہر خوشی کو عبادت سمجھوں گا_______________اور اگر وہ روئے،____تو

اس کے آنسو پہلے میرے دل پر گریں گے، پھر زمین پر۔

میں اسے صرف محبت نہیں دوں گا...____________میں اسے تیری طرف بھی لاؤں گا،

تاکہ ہم صرف ایک دوسرے کے نہیں،________تیرے بھی بندے بنیں۔

سرمد کا سر اب بھی سجدے میں تھا۔

سسکیاں تھم گئیں، دل ہلکا ہو گیا۔ جیسے کسی نے سینے سے بوجھ اتار دیا ہو۔ وہ آنکھیں کھولتا

ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دل خالی تھا۔۔۔لیکن ایسا خالی جیسے کوئی بوجھ اللہ نے اتار لیا ہو۔۔۔۔

چہرے پر عجیب سا سکون تھا۔وہ آہستہ سے مسکرا دیتا ہے۔دل میں کہتا ہے،

"اگر رابیل میری ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔،تو یہ تیری عطا ہے،

اور اگر نہ ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔،تو یہ بھی تیری رضا ہے۔"

پر وعدہ ہے۔

آج کے بعد میں کسی انسان سے نہیں، صرف تجھ سے مانگوں گا۔پھر اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے،

آنسو دوبارہ بہہ نکلے۔یا اللہ، رابیل جس کے ساتھ بھی رہے،۔۔۔۔اسے خوش رکھنا۔

اسے ایسا ہمسفر دینا جو تجھ سے ڈرتا ہو،۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ جو تجھ سے ڈرتا ہے، وہ کسی دل کو توڑ نہیں سکتا۔وہ اُسے تکلیف نہیں پہنچائے گا۔

اور جس کے دل میں تیرا خوف ہو۔وہ محبت میں سچا، دل میں نرم، اور رویے میں صاف ہوتا ہے۔

اس کے نصیب میں ایسا شخص نہ لکھنا، جو اس کی مسکراہٹ کے پیچھے چھپے درد کو نہ سمجھے، جو اس کی خاموشیوں کو نظر انداز کرے۔اس کی محبت کی قدر نہ کرے۔

میں نہیں چاہتا کہ کوئی ایسا شخص اس کی زندگی میں آئے جو اس کی روح کو زخمی کرے، اسے ٹوٹا ہوا محسوس کروائے۔

اے اللہ،

اس کے لیے وہ ساتھی لکھنا جو اس کے دل کو سکون دے۔

میں چاہتا ہوں کہ جو بھی اسکا ہمسفر ہو۔۔۔۔۔۔وہ اسکی عزت کرے۔۔اسکا احساس کرے۔

جو اس کی آنکھوں کے آنسوؤں کو لفظ بننے سے پہلے پڑھ لے۔جو اسے تیرے قریب لے جائے، دُنیا سے نہیں، تیری محبت سے جوڑ دے۔

اسی لمحے کمرے کے باہر سے اذانِ فجر کی آواز ابھری۔

اللہ اکبر۔۔۔اللہ اکبر

سرمد کھڑکی کی طرف گیا۔ٹھنڈی ہوا نے چہرے کو چھوا۔فضا میں ایک لطافت تھی، ایک روحانی خاموشی۔

اس نے آسمان کی طرف دیکھا، ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔دل میں ایک خیال ابھرا۔

"محبت عبادت بن جائے۔تو دعا بھی سجدے میں روتی ہے۔"

اور آج،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے پہلی بار محسوس کیا تھا کہ سکون مانگا نہیں جاتا، اللہ عطا کرتا ہے

(******)

رمیز کب سے رابیل کا انتظار کر رہا تھا۔ سفید شرٹ میں اس کا رنگ نکھر آیا تھا، نیلی پینٹ صاف ستھری، اُس کے گھنے سیاہ بال جیل لگا کر سلیقے سے پیچھے کیے ہوئے تھے۔

اور ہاتھ میں گھڑی، جسے وہ ہر تھوڑی دیر بعد دیکھ رہا تھا۔

اس کے چہرے پر ایک خاص سی چمک تھی، جیسے وہ اندر سے کسی بے قراری میں خوش ہو۔

آج کی شام اس کے لیے عام نہیں تھی۔ یہ ایک ایسا لمحہ تھا جس کے لیے وہ کب سے انتظار کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جب رابیل اس کے ساتھ کسی بہانے سے نہیں، اپنے رشتے کے احساس کے ساتھ جائے گی۔

ان کی بات پکی کو مہینہ ہو گیا تھا، اور آج پہلی بار رابیل اُس کے ساتھ کھانے پر جا رہی تھی، بات پکی کے بعد وہ ملے بھی آج ہی تھے کیونکہ دونوں اپنے اپنے کاموں میں اتنے مصروف تھے کے ملنے کا وقت نہیں تھا لیکن مسیج اور کال پر اکثر بات ہو جایا کرتی تھی،

رابیل آہستہ آہستہ زینے اتر رہی تھی۔

گہرے رنگ کا سوٹ، دوپٹہ آدھا کندھے پر، آدھا ہاتھ میں، چہرے پر ہلکی سی چمک اور نرم سا میک اپ۔اس کے قدموں کی چاپ جیسے پورے صحن میں سنائی دے رہی تھی۔

رمیز نے جیسے ہی اسے دیکھا، دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔ لیکن وہ نظریں چرا رہی تھی، جیسے جان بوجھ کر اس کی خوشی میں تھوڑا سا توقف ڈال رہی ہو۔

رابیل نے آہستہ سے کہا، اچھا بی جان، اب ہم چلتے ہیں۔بی جان نے دعاؤں بھری نظر سے دونوں کو دیکھا۔

دھیان سے جانا، اور شام کو جلدی گھر آ جانا۔

جی بی جان، رمیز نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔دونوں گھر سے باہر نکل آئے۔

گاڑی کے قریب آتے ہی رمیز نے مسکراتے ہوئے کہا،

آخر کار آج وہ دن آہی گیا...جب آپ میرے ساتھ بغیر کسی بہانے کے جا رہی ہیں۔

رابیل نے سر ذرا سا جھکایا، پھر پلٹ کر نرمی سے کہا،

"ہاں، مگر اب تمہارے ساتھ جانا مجبوری نہیں، رشتہ ہے، فرق ہے مسٹر رمیز۔"

رمیز نے اس کے لہجے میں شرارت سنی اور دل ہی دل میں مسکرا اٹھا۔

"اللہ کرے یہ رشتہ ہمیشہ مضبوط ہو جائے، تاکہ آپ روز یوں ہی میرے ساتھ آجایا کریں۔"

رابیل نے اپنی ہنسی دبائی، مگر اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے۔

رمیز نے نظریں سڑک پر رکھتے ہوئے کہا،

"مجھے تو لگا تھا کہ آپ شادی کے بعد بھی اتنی خاموش رہیں گی جیسے منگنی سے پہلے، مگر آج آپ کچھ بدل سی گئی ہیں۔"

رابیل نے جواب دیا،

"بدلی نہیں ہوں، بس اب تمہاری باتوں کو برداشت کرنے کی ٹریننگ کر رہی ہوں۔"

رمیز نے ہنس کر کہا،

تو کیا میں آپ کو اتنا برا لگتا ہوں؟

رابیل نے نظریں سیدھی رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا،

"نہیں... بس اتنے اچھے بھی نہیں لگتے کہ میں چپ رہوں۔" رمیز نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"زبردست! بات پکی ہو گئی ہے، مگر مزاج آج بھی غیر یقینی ہے۔" رمیز اُسکی طرف دیکھ کر بولا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر بعد گاڑی "سِموکی کالڈرن" کے سامنے رکی۔یہ ایک خوبصورت، وِنٹیج اسٹائل

ریسٹورنٹ تھا۔باہر لکڑی کے دروازے،اندر مدھم روشنی،

اور خوشبو جو جیسے ہوا میں جادو گھول رہی تھی۔دونوں اندر داخل ہوئے۔

ریسٹورنٹ کی روشنی آنکھوں کو بھلی لگ رہی تھی،نہ زیادہ چمک،نہ اندھیرا۔

ویٹر نے آگے آکر مؤدب لہجے میں کہا،

سر، میم...اس طرف پلیز۔انہیں ایک گوشے میں لے جایا گیا۔

جہاں میز پر نیلے شیشے کا جگ رکھا تھا،اور اس کے اندر سے روشنی ہلکے ہلکے پانی میں جھلملا رہی

تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رمیز نے آگے بڑھ کر کرسی کھینچی۔

"بیٹھیں...بیوی بننے کے سفر کی پہلی شام ہے،وی آئی پی پروٹوکول تو بنتا ہے۔"

رابیل مسکراتے ہوئے بیٹھی۔

بس یہی سوچ رہی ہوں کہ شادی کے بعد بھی یہی عزت قائم رہے گی یا صرف آج کی آفر

ہے؟

رمیز نے چہک کر کہا،

"ایسی عزت دینا میں اپنی قسمت سمجھتا ہوں۔۔۔اور آپ میری قسمت ہیں۔"

رابیل نے نظریں جھکا لیں۔

اتنے میں ویٹر مینیو لے آیا۔ رمیز نے مینیو دیکھتے ہوئے کہا، آپ کے لیے کچھ میٹھا آرڈر کروں؟ جیسے یہ "لو پورشن لاوا کیک"؟

رابیل نے ناک چڑھا کر کہا، مجھے فالتو ناموں والے کھانے پسند نہیں، سادہ سا چکن بہتر ہے، جیسے تمہارا دماغ۔

رمیز نے ہنس کر فوراً کہا،

اور مجھے وہ کھانے پسند ہیں جنہیں دیکھ کر دل دھڑکنے لگے... جیسے کہ آپ۔

رابیل نے فوراً آنکھوں سے اشارہ کیا۔

"رمیز، خدا کا واسطہ ہے، ویٹر پاس کھڑا ہے۔۔۔ شرم کرو۔"

رمیز نے دونوں ہاتھ جوڑ کر معصوم چہرے سے کہا،

میں نے کیا کہا؟ دل دھڑکنا تو نارمل ہے... خاص طور پر جب بیوی ساتھ ہو۔

رابیل نے فوراً نظریں اٹھا کر کہا،

"ابھی بیوی نہیں... صرف منگیتر ہوں۔ فاصلہ رکھو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری،

"فاصلہ دلوں میں تو ختم ہو چکا ہے۔اب صرف آپ کی زبان سے اقرار باقی ہے۔"

رابیل کے چہرے پر نرمی سی چھا گئی،اس نے نظریں جھکائیں، مگر دل میں کہیں ہلکا سا ارتعاش جاگا، جیسے کسی نے بند دل پر آہستہ سے دستک دی ہو۔

ویٹر کھانا لے کر آیا دونوں کھانا کھانے لگ گئے۔ کھانے کے دوران دونوں کے درمیان مدھم موسیقی تھی،اور چند ادھورے سوال۔

رمیز نے آہستہ سے کہا،

"ایک بات پوچھوں؟"

رابیل نے کانٹا ایک لمحے کے لیے پلیٹ میں رکھ کر رمیز کی طرف دیکھ کر کہا،رمیز جو اُسکی طرف بہت خلوص سے دیکھ رہا تھا۔

"پوچھو"

"کیا آپ واقعی خوش ہیں؟ مطلب...اس رشتے سے؟"سوال سیدھا تھا، مگر لہجہ بہت نرم۔

رابیل چند لمحے خاموش رہی۔ پھر سے کانٹا اٹھا کر سٹیک کو لیتے ہوئے آہستہ سے بولی

"پہلے تھوڑی الجھن تھی... وہ آہستہ بولی، مگر اب... لگ رہا ہے کہ شاید میں بھی اس رشتے کا خواب دیکھنے لگی ہوں۔"

رمیز کے چہرے پر ایک سکون سا اُتر آیا۔اس نے گہری سانس لی، پھر ہلکی آواز میں بولا،

"تو پھر وعدہ کریں۔۔۔اگر کبھی ہم ناراض ہوئے، تو بات چپ کر کے نہیں، کھل کر ہو گی۔کوئی بات دل میں نہیں رکھی جائے گی۔" رمیز گلاس کے کناروں پر انگلیاں پھیرتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے بولا،

رابیل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی،

"اور تم وعدہ کرو۔۔۔۔کہ مذاق میں بھی میرا دل نہیں دکھاؤ گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رمیز نے نظریں اٹھا کر سیدھا دیکھا،

"آپ کے دل کا خیال رکھنا مجھ پر لازم ہے فرض ہے۔اور یہ دل اب میرا ہے۔میں اس کو کیوں تکلیف دونگا،" رمیز کی آنکھوں میں کچھ تھا وہ بہت سنجیدگی سے اپنے الفاظ ادا کر رہا تھا۔

دونوں ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔خاموشی، مگر اس خاموشی میں ایک سکون،

ایک مکمل ہونے کا احساس چھپا ہوا تھا۔

کھانا ختم ہوتے ہی دونوں ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئے۔ ٹھنڈی ہوا نے ان کا استقبال کیا۔رات پر سکون تھی۔ہوا میں عجیب خاموشی تھی،

اور سڑک کے کنارے لگے لیمپ جیسے ان کے راستے کو سنہرا کر رہے تھے۔رابیل نے دوپٹہ سنبھالا، رمیز نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"تم اتنے اچھے ہو کہ ڈر لگتا ہے کہیں تم بدل نہ جاؤ۔رابیل کے لہجے میں نرمی اور سچائی تھی۔"

رابیل گاڑی کا دروازہ تھامے اُسے دیکھ کر بولی۔

رمیز نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

"اور آپ اتنی خوبصورت ہیں کہ ڈر لگتا ہے کہیں سب لوگ دیکھ نہ لیں۔ نظر نہ لگ جائے آپ کو۔"

"فلرٹ کرنا ابھی بھی نہیں بھولے؟" رابیل نے ہلکے طنز میں کہا۔

اور گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔رمیز بھی جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

"آپ کے علاوہ سب بھول سکتا ہوں میں۔میں آپ کو یاد کرنے کے علاوہ کچھ یاد نہیں رکھنا چاہتا۔"

گاڑی چلنے لگی۔ باہر سڑک کے کنارے لگے درخت، پیلی لائٹس کی چمک، اور ہوا کا نرم لمس، سب کچھ ایک خاموش موسیقی میں ڈھل گیا تھا۔ رابیل باہر دیکھ رہی تھی، ہوا میں اس کے بالوں کی لٹ تھوڑی تھوڑی اُڑ رہی تھی۔

رمیز نے ایک لمحے کے لیے نظریں اس کی طرف کیں، پھر سنجیدگی سے بولا،

"دلربا... ایک بات کہوں؟ برا مت ماننا۔"

رابیل چونک کر اس کی طرف مڑی،

ہاں، کیا ہوا؟ اتنے سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو؟

رمیز نے ہلکی سانس لی،

میں سوچ رہا تھا کہ... آپ کو نوکری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

کیا مطلب؟ رابیل نے حیرت سے پوچھا۔

"مجھے تو میری جاب پسند ہے۔"

رمیز نرمی مگر ٹھوس لہجے میں بولا،

"مجھے پتہ ہے، آپ محنتی ہیں، سمجھدار ہیں۔ لیکن اب میں ہوں نا... تو آپ کو کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ سب کچھ ہے میرے پاس۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور سچ کہوں تو... مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ باہر اتنی محنت کریں۔"

رابیل نے نظریں اس پر مرکوز کیں۔

"رمیز، تمہارے پاس 'سب کچھ ہونے سے 'میری پہچان تو ختم نہیں ہو جاتی۔ میں نے آرٹسٹ بننے کے لیے محنت کی ہے، صرف کمائی کے لیے نہیں، اپنے شوق اور خوداعتمادی کے لیے۔"

رمیز نے ہلکی سی مسکراہٹ دبائی، پھر نرم لہجے میں بولا،

"میں سمجھتا ہوں، اور آپ کی عزت بھی کرتا ہوں۔ بس ایک خواہش ہے کہ میری بیوی صرف میرے لیے وقت نکالے، گھر کو سنوارے، ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل ہوں۔ نوکری کی تھکن، دباؤ، یہ سب نہ ہو۔"

رابیل نے آہستہ سے کہا،

لیکن اگر وہی نوکری مجھے خوش رکھتی ہے؟ خود سے جڑے رہنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ تو میں کیسے چھوڑ دوں؟؟

پھر ایک لمحے کے لیے پھر بولی۔

تمہیں صرف میری موجودگی چاہیے یا میرا سکون بھی؟

گاڑی میں چند لمحوں کی خاموشی چھا گئی۔ رمیز نے نظریں سڑک پر جما دیں، باہر سڑک کنارے لائٹس تیزی سے پیچھے چھوٹ رہی تھیں۔

رابیل نے نرمی سے کہا،

دیکھو رمیز، میں تمہارے ساتھ جینا چاہتی ہوں، لیکن اپنی پہچان کھو کر نہیں۔ سمجھوتہ میں کر سکتی ہوں، پر قربانی تب دوں گی جب یقین ہو کہ تم مجھے سمجھو گے، قابو نہیں پاؤ گے۔

رمیز نے ہلکی سی سانس لی،

شاید... مجھے تھوڑا وقت چاہیے، آپ کو سمجھنے کے لیے۔ لیکن وعدہ کرتا ہوں، زبردستی کچھ نہیں کہوں گا۔ بس دل کی بات تھی۔ فیصلہ آپ کا ہو گا۔

رابیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا،

"بس اتنا ہی کافی ہے... رشتہ زبردستی سے نہیں، سمجھ سے چلتا ہے۔"

گاڑی آہستہ آہستہ گھر کے سامنے رک گئی۔ رابیل نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ رمیز اُسکے چہرے پر آئے پریشانی کو کم کرنے کے لیے شرارت سے بولا،

ویسے اگر آپ جاب چھوڑ دیں، تو سارا دن مجھے سنتی رہنا۔ ہم دونوں باتیں کیا کریں گے۔

رابیل نے پلٹ کر ہنستے ہوئے کہا،

Clubb of Quality Content

میں زیادہ دیر تمہیں برداشت نہیں کر سکتی۔ایک دو بات سن کر میں نوکری پر بھاگ جاؤں گی۔تاکہ تمہاری مزید باتیں نہ سننی پڑیں۔

دونوں زور سے ہنس پڑے۔ہوا میں ان کی ہنسی کی گونج پھیل گئی۔

رمیز نے گاڑی سے نکلتی رابیل کو جاتے دیکھا۔

دل میں صرف ایک خیال آیا۔

"محبت تب مکمل ہوتی ہے...جب دو لوگ ایک دوسرے کو بدلنے کی بجائے سمجھنے لگیں۔"

(*******)

سرمد کے آفس کے شیشے کے پار سورج کی روشنی بڑی نرمی سے اندر آرہی تھی، مگر کمرے کے اندر ماحول اتنا بوجھل تھا کہ جیسے ہوا بھی سانس لینے سے جھجک رہی ہو۔

چمکتا ہوا آفس، فائلوں کی ترتیب، مہنگا فرنیچر، مگر اس سب کے بیچ سرمد کی آنکھوں میں ایک عجیب سی خالی جگہ تھی، جیسے روشنی سامنے ہو، مگر دل کے اندر اندھیرا پھیلا ہو۔

دروازہ کھلتا ہے۔صائم ہاتھ میں رپورٹس اور ایک ٹیبلٹ لیے داخل ہوتا ہے۔

سر...ہمیں ایک بار پھر نوٹیفیکیشن آیا ہے۔میلان آرٹ گروپ نے ہمارا آرڈر پوسٹ پون کر دیا ہے۔ریزن یہی دیا گیا ہے کہ ٹیم رسپانس اتنا شارپ نہیں جتنا پہلے تھا۔

سر... ہمیں کچھ کرنا ہوگا۔

سرمد کرسی پر بیٹھا، سکرین پر نظریں جمائے، مگر دیکھ کچھ نہیں رہا تھا۔

رابیل آج آرٹ ہاوس نہیں آئی تھی۔ بات پکی کے بعد یہ آج پہلی دفعہ تھا کہ وہ آفس نہیں آئی تھی۔ ورنہ بات پکی کے بعد وہ کام پر بہت زیادہ دھیان دے رہی تھی۔

بغیر نظر اٹھائے کہتا ہے،

تو تم یہ کہنا چاہتے ہو صائم؟

کہ اگر ایک لڑکی آفس نہ آئے تو کمپنی رک جائے گی؟ ہم کب سے اتنے کمزور ہو گئے ہیں؟ پہلے تو مس رابیل نہیں ہوتی تھی۔ تب بھی تو یہ کمپنی چل رہی تھی۔

صائم لمحے بھر کو رکتا ہے۔

وہ دھیرے سے بولتا ہے، سر، آفس نہیں رکا۔ لیکن آفس کی چمک کھو رہی ہے۔

سرمد کا چہرہ ذرا سا سخت ہو گیا تھا۔ اور صائم آگے بڑھ کر ٹیبل پر فائل رکھ دیتا ہے۔

سر، ہم پہلے زیادہ تر لوکل کلائنٹس کے ساتھ کام کرتے تھے۔ انٹرنیشنل سائیڈ پر ہمیں جو کامیابی ملی ہے، وہ صرف رابیل میم کی وجہ سے ممکن ہوئی ہے۔ ان کی پرسنیلٹی میں ایک الگ بات ہے۔

Clubb of Quality Content

وہ صرف ڈیزائن نہیں کرتیں، کلائنٹ کو محسوس بھی کرواتی ہیں۔

سرمد کا ہاتھ میز پر رکھے قلم پر مضبوطی سے جم جاتا ہے۔

آنکھوں میں ایک لمحے کو چمک سی ابھرتی ہے، مگر فوراً وہ چہرہ سنبھال لیتا ہے۔

یہ بزنس ہے صائم۔

پرسنیلٹی سے نہیں، پرفارمنس سے چلتا ہے بزنس۔ پہلے بھی تو یہ کمپنی چلتی تھی، رابیل تب کہاں تھی؟ اور نہ کسی کو کمی محسوس ہوئی۔

صائم کچھ دیر خاموش رہتا ہے۔ پھر نرم لہجے میں کہتا ہے،

"سر، تب ہم صرف ریجنل کلائنٹس کے ساتھ کام کرتے تھے۔ رابیل میم کے آنے کے بعد ہمیں آٹھ انٹرنیشنل اکاؤنٹس ملے۔ تین ڈیزائن ہاؤسز نے ان کے کام کی وجہ سے ہمیں انوائٹ کیا۔"

"یہ اتفاق نہیں تھا، سر... وہ صرف آرٹسٹ نہیں، ایک احساس تھی۔ وہ اپنے آرٹ کے ساتھ ساتھ کلائنٹ کی سائیکالوجی کو بھی ہینڈل کرتی تھی۔"

صائم کچھ بھی غلط نہیں کہہ رہا تھا،

سرمد کرسی سے اٹھتا ہے، کمرے میں ٹہلنے لگا، قدم آہستہ مگر بھاری تھیفضا میں اس کے غصے سے زیادہ خالی پن تھا۔

صائم، میں تم سے پرفارمنس رپورٹس مانگ رہا ہوں۔ مس رابیل کی تعریف نہیں۔ یہ آفس ان کے آنے سے پہلے بھی کامیاب تھا،

اور اب بھی ہو گا۔ایک بندہ جائے تو کمپنی بند نہیں ہو جاتی۔

وہ یہ کہہ تو دیتا ہے، مگر دل کے اندر جیسے کوئی آواز کانوں میں سرگوشی کرتی ہے، جھوٹ۔

صائم کچھ کہے بغیر فائل ٹیبل پر رکھتا ہے۔

نظریں جھکائے دروازے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔دروازہ بند ہوتے ہی کمرے میں خاموشی گونج بن جاتی ہے۔

سرمد واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھتا ہے۔فائل سامنے رکھی تھی، مگر وہ دیکھ نہیں رہا تھا۔نظریں اس شیشے کی دیوار کی طرف جاتی ہیں جہاں کبھی رابیل کھڑی ہوا کرتی تھی،

ہاتھ میں کلرپیلیٹ لیے، بات کرتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں جھکاتی تھی۔

اب وہاں صرف خالی دیوار ہے۔بس وہی کرسی، وہی جگہ، لیکن ایک احساس کم ہے۔

آہستہ سے اپنے آپ سے کہتا ہے،

یہ کمپنی شاید مجھ سے چل رہی ہے... مگر جس کی روشنی تھی... وہ اب جا چکی ہیں۔

وہ الفاظ کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے۔

(******)

رابیل پورا دن کمرے میں تھی۔ کھڑکی سے باہر دیکھتی، کتاب اٹھا کر کچھ لمحے پڑھتی، پھر بس خاموش رہتی۔ آفس جانا تو دور کی بات تھی، وہ تو کمرے سے بھی باہر نہیں نکلی تھی۔۔ بی جان کئی بار آ کر اس سے پوچھ چکی تھی کہ کوئی بات ہے تو بتاؤ، لیکن رابیل صرف خاموش رہتی تھی۔ رمیز کی باتیں اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں، جیسے وہ اسے قابو کرنا چاہتا ہو، دل پر دباؤ ڈال رہا ہو۔

صبح سے شام ہونے کو تھی، لیکن رابیل ابھی بھی اندر رہی تھی۔ بی جان گارڈن میں پھولوں کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

رابیل کب تک کمرے میں رہو گی۔؟؟ باہر آ جاؤ دیکھو۔۔ صبح سے شام ہونے کو ہے لیکن تم آج اندر رہی ہو۔ اب تو سردیاں آ چکی ہیں۔۔ باہر آؤ خود کو اس موسم میں کھل کر سانس لینے دو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل بی جان کی بات سن کر باہر لان میں آکر بیٹھ گئی۔بی جان پھولوں کے ساتھ لگی ہوئی تھیں، کبھی انہیں پانی دے رہی تھیں اور کبھی پودوں کی صفائی کر رہی تھیں۔

رابیل کتنی دیر بی جان کو بڑی غور سے پھولوں کا خیال رکھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔پھر اُس نے پھولوں سے نظر ہٹا کر بی جان کی طرف اپنی نظر دوڑائی جواب بھی گلاب کے پھول کو دیکھ رہی تھیں

بی جان ایک بات کہوں۔؟؟رابیل کرسی پر بیٹھی اپنی ٹانگیں ہلا رہی تھی۔

کہو۔بی جان پھول سے نظر اٹھا کر رابیل کی طرف دیکھ کر بولیں۔

بی جانکل سے مجھے ایک چیز بہت پریشان کر رہی ہے،رابیل اپنی انگلیوں کو بے چینی سے موڑ رہی تھی۔

کھل کر بات کرو رابیل۔اب کی بار بی جان اس کے قریب آکر بولیں۔

رابیل نے دوپٹے کو کندھے سے ٹھیک کیا،ٹانگیں ہلانا بند کی اور دھیرے سے بولی۔

بی جان!!

میں نہیں چاہتی کہ میرا وجود کسی انسان کی امید پر پلنے

لگے۔۔۔۔۔

اگر کبھی مجھے کسی پر انحصار کرنا پڑا تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ

ہوں گے۔۔۔۔

میری زندگی کا پہلا اور آخری سہارا صرف اس کی رحمت اور قدرت

ہو گی۔۔۔۔۔

میں کسی انسان پر منحصر نہیں ہونا چاہتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب میں اپنے رب کی پناہ میں آجاؤں گی تب مجھے کسی اور کی ضرورت

محسوس نہیں ہو گی۔

کچھ لمحے وہ خاموش رہتی ہے، پھر آہستہ آہستہ بولتی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے بعد میں خود اپنے قدموں پر کھڑی ہوں

گی۔۔۔۔

خود اپنی قسمت کی تعمیر کروں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ میری

خودداری، میری پہچان بنے، نہ کہ کسی کے محتاجی کا نشان۔

اور اگر میری زندگی میں کوئی ایسا مرد آئے جو مجھے وہ سب کچھ دے

سکے جس کی میں دل سے طلبگار ہوں،۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

محبت، احترام، اعتماد اور زندگی کا سکون۔۔۔۔

تو شاید میں اس پر بھی بھروسہ کروں۔۔۔

لیکن ان سب کے علاوہ میں کسی اور پر انحصار نہیں کر سکتی۔۔۔۔

کیونکہ جہاں توقعات ہوتی ہیں، وہاں دل ٹوٹنے کا خطرہ بھی ہوتا ہے،

اور میں اپنے دل کو ہمیشہ سے بچانا چاہتی ہوں۔

میری زندگی کا اصول بھی یہی ہے، اللہ پر بھروسہ کرو، اور پھر اپنے

آپ پر۔ تب ہی میری شخصیت مکمل اور مضبوط ہو گی، اور میرا وجود آزاد ہو گا۔

بی جان نے مسکرا کر کہا، یہ تو تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو رابیل، لیکن آج بیٹھے بیٹھے اتنی سنجیدہ

باتیں کیوں کر رہی ہو۔

رابیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

کچھ نہیں بی جان، بس ویسے ہی۔ دل کیا... وہ رمیز والی بات چھپاتے ہوئے بولی۔

بی جان رابیل کے پاس آکر کرسی پر بیٹھ گئیں تھی۔ رابیل بولی۔

آپ کے خیال میں عورت کا قابل ہونا کتنا ضروری ہے۔؟؟ وہ نہایت سنجیدگی سے گویا

ہوئی۔

رابیل!!

عورت کا قابل ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔اسے اتنا مضبوط،

باشعور اور خود مختار ہونا چاہیے کہ زندگی کی راہوں میں کسی سہارے کی محتاج نہ رہے۔

بلکہ اسے اپنے فیصلوں کا اختیار اور اپنی راہوں کی سمت خود متعین

کرنے کی طاقت بھی ہونی چاہیے۔

بی جان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ایک عورت کے لیے

ایک سچا، باوفا اور مضبوط مرد کا ساتھ بھی ہونا چاہیے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

چاہے وہ باپ ہو یا شوہر، ایک ایسا سائبان ہو، جو نہ صرف اسے تحفظ دے،

بلکہ اس کی ذات کو اور بھی پر نور بنائے۔

"بچپن میں باپ کی شفقت میں پروان چڑھنے والی بیٹی جب شوہر کی وفا میں

پناہ لیتی ہے تو وہ خود کو مکمل، پُراعتماد اور مضبوط ترین محسوس کرتی ہے۔"

"یہ سایا اس کے جذبوں کا سہارا ہوتا ہے اور اس کے خوابوں کو اڑان عطا کرتا"

ہے۔

رابیل اپنی کرسی آگے بڑھا کر بولی،

لیکن بی جان وہ عورتیں بھی تو ہوتی ہیں جو مرد کے بغیر ہی اتنی قابل ہو جاتی ہیں۔ جو سمجھتی کہ مرد کا ان کی زندگی میں ہونا یا نہ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

رابیل!!

کیونکہ ان کی مجبوری ہوتی ہے۔

"وہ عورتیں جنہیں زندگی میں مرد کا سچا سایا نہیں ملتا، وہ بھی ہار نہیں مانتیں۔ وہ اپنے حوصلے اور ہمت سے خود ایک سائبان بن جاتی ہیں، اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی۔

ان کی ذات ایک چراغ کی مانند ہوتی ہے جو اندھیروں میں بھی روشنی بانٹتی ہے۔ وہ کسی کے سہارے کی منتظر نہیں رہتیں بلکہ خود وہ طاقت بن جاتی ہیں جس پر دوسرے فخر کریں۔"

یہ دونوں صورتیں خوبصورت ہیں۔ ایک عورت کا کسی مخلص مرد کے ساتھ خود کو محفوظ محسوس کرنا اس کی فطری خواہش ہے،

اور اس کے بغیر خود کو مضبوط ثابت کرنا اس کی فطری طاقت۔ یہ دونوں پہلو نہ صرف قابل فخر ہیں بلکہ عورت کی عظمت کا مکمل عکس ہیں۔

وہ چاہے کسی کے سائے میں ہو یا خود سایہ بن چکی ہو، وہ قابل احترام ہے اور مکمل ہے۔

مطلب ایک عورت کی زندگی میں مرد کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ رابیل ایک عجیب ہی کشمکش میں تھی۔

یہ بات ہر عورت کے تجربے پر منحصر کرتی ہے؟ رابیل

"اگر ایک عورت کو اچھا باپ ملے جو اسے پیار اور تحفظ دے، اور شادی کے بعد بہترین ہمسفر ملے تو اس عورت کے دل میں مرد کی ایک مثبت تصویر بن جاتی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ مرد کا ہونا بہت ضروری ہے"۔

رابیل نے سر ہلایا، بی جان نے بات جاری رکھی،

"لیکن اگر ایک عورت کے باپ نے اس کا خیال نہ رکھا، نہ اسے تحفظ دیا،

یا شوہر نے تکلیف دی، عزت نہ دی یا ذاتی مفاد میں عورت کا استعمال کیا

، تو ایسی عورت کے لیے مرد ایک درد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے خاموشی سے سنا،اور بی جان نے آہستہ سے کہا،

پھر وہ سوچتی ہے کہ مرد کے بغیر زندگی زیادہ سکون بھری ہے،اور وہ خود اپنے فیصلے لینے لگتی ہے۔خود جینے اور مضبوط بننے لگتی ہے۔

اور ایسی عورت اگر سنے کہ عورت کی زندگی میں مرد ضروری ہے، تو اسے یہ بات ٹھیک نہیں لگتی۔کیونکہ اس کا تجربہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔

اور یہی وہ اختلاف ہے جو ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔

اور اس کا بہترین حل یہی ہے کہ ہم ہر عورت کی کہانی،اس کی سوچ اور حقیقت کو سمجھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نہ ہر عورت کو مرد کی ضرورت ہے اور نہ ہر عورت مرد کے بغیر ادھوری ہے"۔

کسی کے لیے مرد سایہ ہے اور کسی کے لیے زخم۔"

رابیل نے آنکھیں بند کیں،دل کی گہرائی میں ایک سکون محسوس کیا،اور بی جان نے نرمی سے کہا،

""ہمیں سیکھنا یہ ہوگا کہ عورت کو اس کی مرضی،اس کے تجربے اور اس کے فیصلے کے ساتھ قبول کریں،چاہے وہ کسی مرد کے ساتھ زندگی گزارے یا بغیر کسی مرد کے۔"

رابیل الجھن بھری نظروں سے بی جان کو دیکھ رہی تھی۔ رمیز کی باتوں نے رابیل کو کافی حد تک پریشان کر دیا تھا جس وجہ سے وہ آفس بھی نہیں گئی تھی۔

دور سے مغرب کی آدانوں کی آواز آنا شروع ہو گئی تھی۔ دونوں کے باتوں کا تسلسل آزان کی آواز سے ٹوٹا۔

بی جان کرسی سے اٹھیں، رابیل کی طرف دیکھ رہی تھی جو الگ ہی دنیا میں گئی ہوئی تھی۔

"اب اگر یہ باتیں ختم ہو گئی ہیں تو میں اندر جا کر ہاتھ دھولوں، ابھی مجھے ایک کتاب کا مطالعہ بھی کرنا ہے۔"

رابیل نے دھیرے سے کہا،

جی بی جان۔

"اور تم بھی اندر آؤ، صبح سے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا تم نے۔"

رابیل نے اداسی سے سر ہلایا، اور آہستہ آہستہ کرسی سے اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

(*******)

جب محبوب کا دیدار نہ ہو تو دل بے چین رہتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک پل صدی لگنے لگتا ہے، ہر لمحہ تھم سا جاتا ہے۔

آنکھیں، اُسے ڈھونڈتی ہیں، ہر زاویہ خالی لگتا ہے۔

خوابوں میں تو چہرہ روز آتا ہے۔ لیکن حقیقت سے بہت دور رہتا ہے۔

دل کی دھڑکن تیز، سانسیں مدھم ہو جاتی ہیں۔

ہر لمحہ اُسکی یاد میں بکھرتا جاتا ہے۔

راتیں طویل لگتی ہیں، دن میں بھی سناٹا چھایا رہتا ہے۔

محبت کی شدت بس یاد بنتی جاتی ہے۔

بے چینی اور انتظار دونوں ساتھ چلتے ہیں

محبوب دور سہی، لیکن دل اُس کو ہمیشہ قریب چاہتا ہے۔

وقت رک سا جاتا ہے، لمحے سست ہو جاتے ہیں

چاہت کی شدت آنکھوں سے چھلکتی ہے۔

جب محبت انتہا کو پہنچتی ہے۔

دل ہر روز اُسکو دیکھنے کی ضد کرتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آفس کی فضا ان دنوں کسی ادھوری کہانی کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ سب کچھ اپنی جگہ تھا مگر کہیں ایک خالی پن ہر چیز کو سُست اور بے جان کر رہا تھا۔ رابیل کی غیر موجودگی ہر گوشے میں محسوس ہو رہی تھی۔ ہر کرسی، ہر ڈیسک، ہر کونے میں اس کی ہنسی، باتیں اور توانائی کی کمی واضح تھی۔

تیسرا دن تھا۔ رابیل آج بھی آفس نہیں آئی تھی۔ سرمد اپنی کرسی پر بیٹھا تھا، لیکن ہر چند لمحے بعد نگاہیں دروازے کی طرف اٹھتی تھیں، جیسے ہر لمحہ یہی امید ہو کہ دروازہ کھلے گا اور وہ اندر قدم رکھے گی۔ مگر ہر بار وہی خالی دروازہ نظر آتا، اور دل کی بے چینی بڑھتی جاتی۔

دروازہ کھلا، صائم اندر آیا۔ ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا، چہرے پر کاروباری سنجیدگی اور پیشانی پر فکری لکیریں۔

"سر، آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

سرمد نے بس خاموشی سے سر ہلایا، جیسے اجازت دے دی ہو۔

صائم نے لیپ ٹاپ کھولا اور چند فائلیں دکھاتے ہوئے آہستہ سے کہا،

Clubb of Quality Content

"سر، رابیل میم آج بھی نہیں آئیں۔ اگر وہ مزید غیر حاضر رہیں، تو ہمیں کلائنٹ کے ساتھ ہونے والی پریزنٹیشن اور آرڈر ڈیلے کرنے ہوں گے۔ اور سر، ہم پہلے ہی نقصان میں ہیں۔ اگر یہ ڈیل بھی گئی تو بہت بڑا مالی نقصان ہو جائے گا۔"

سرمد خاموش رہا۔ کوئی تاثر نہیں دیا، نہ ہاں، نہ ناں، بس وہیں بیٹھا رہا۔ صائم بات مکمل کر کے اجازت لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

سرمد کی خاموش آنکھوں میں ایک طوفان مچ گیا۔ وہ اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا، جیسے دل اور دماغ کے بیچ ایک جنگ چھڑ گئی ہو۔

"نقصان؟"

اس کے دل نے سوال کیا۔ "کون سا نقصان زیادہ ہے؟ کمپنی کا؟ یا رابیل کا نہ آنا؟"

اس نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھتے ہوئے دل میں کہا،

رابیل اگر ایک دن اور نہ آئی، تو شاید میں وہ شخص نہ رہوں جو وقت کا پابند ہوتا تھا۔ جو ہر کام وقت پر کرتا تھا۔ جو لاجک سے فیصلہ کرتا تھا۔

اس کے دل سے ہلکی آہ نکلی۔

Clubb of Quality Content

میں صائم کو کیا کہوں؟ کیا بتاؤں کہ مجھے اب بجٹ، پریزنٹیشن، اور کلائنٹ کی پرواہ نہیں؟ مجھے تو بس ایک شخص کی خاموشی کھائے جا رہی ہے۔

وہ آہستہ آہستہ میز پر انگلیاں چلانے لگا، جیسے دل کی بے چینی انگلیوں تک اتر آئی ہو۔

رابیل... آپ کہاں ہیں؟

اس نے دل میں سوچا، آپ کیوں نہیں آئی؟ ناراض ہیں؟ بیمار ہیں؟ یا... کہیں مجھ سے دور تو نہیں جا رہی؟

ایک پل کے لیے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا۔ یہ سوچ ہی اس کے لیے عذاب بن گئی تھی۔

اگر آپ نے واقعی خود کو الگ کر لیا، تو میں اس ساری دنیا سے الگ ہو جاؤں گا۔

وہ اٹھا، کھڑکی کے پاس گیا اور باہر دیکھنے لگا۔ دھوپ کی نرم روشنی، ہلکی ہوا، سب کچھ خاموش لگ رہا تھا۔

"رابیل، آپ کو شاید اندازہ نہیں، لیکن آپ کا آنا میرے لیے سانس لینے جیسا ہو چکا ہے-----

اور اب آپ کا نہ آنا----میرا دم گھٹ رہا ہے۔ "

وہ شیشے سے باہر دیکھتا رہا، دل کی دھڑکن اور سانس ایک عجیب بے چینی میں گھل رہی تھی۔

کل اگر آپ نہ آئیں، تو شاید میں بھی یہاں نہ ہو۔

(*******)

دلاور صاحب کافی خوش نظر آرہے تھے وہ کب سے موبائل دیکھ کر مسکراتے جارہے تھے۔

نگین اس کے سامنے چائے کی پیالی رکھتے ہوئے اس کی خوشی کا سبب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ویسے آج میں بہت خوش ہوں نگین۔دلاور نے مسکراتے ہوئے کہا،

نگین نے حیرت سے پوچھا،

کیوں ایسا کیا ہوگیا ہے؟

سمجھو میری چال بلکل ٹھیک چلی۔میرا دشمن اس وقت گھاٹے میں ہے۔مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔اور یہ سب ہمارے قابل بیٹے کی وجہ سے ہوا ہے۔

رمیز نے ایسا کیا کر دیا، نگین نے اپنے لیے پیالی میں چائے ڈالتے ہوئے آہستہ سے کہا،

بس اس نے جو کیا ہے، میرا دل خوش کر دیا ہے۔آج مجھے فخر ہو رہا ہے کہ رمیز میرا بیٹا ہے۔

ایک قابل باپ کا قابل بیٹا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

چائے کی ہلکی بھاپ کے درمیان، چند لمحے خاموشی چھا گئی۔ پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور رمیز اندر داخل ہوا۔

"آو رمیز، میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

دلاور نے خوشی سے کہا، مگر رمیز کے چہرے پر عجیب سی پریشانی اور تھکن واضح تھی۔

"بابا، ابھی میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ شام کو بات کریں گے۔"

رمیز نے رکے بغیر کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

دلاور اور نگین دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا،

"اسے کیا ہو گیا ہے؟" نگین بیگم کو رمیز کا یہ رویہ بہت برا لگا۔

"جب سے لاہور سے آیا ہے، اس کا موڈ خراب لگ رہا ہے۔" نگین بیگم نے دلاور صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کوئی نہیں، کام کی وجہ سے ہو گا۔ تم فکر نہ کرو۔ ویسے بھی اسے آرام کرنے دو، تھکا ہوا آتا ہے کام سے۔" دلاور دوبارہ چائے پیتے ہوئے موبائل دیکھنے لگ گیا، جیسے وہ نگین کو کچھ بھی بتانا نہ چاہتا ہو۔

رمیز اپنے کمرے میں داخل ہوا اور فوراً ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف چلنے لگا۔

اس کے ہاتھ میں موبائل تھا، وہ بار بار رابیل کو کال کر رہا تھا، مگر فون بند آرہا تھا۔

اگر میں کام کے سلسلے میں لاہور نہ گیا ہوتا تو میں آجاتا تھا آپکے گھر، دلربا۔ آخر آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی؟

وہ موبائل کو زور سے دیوار پر مار کر بولا غصہ اور بے چینی اس کے ہر حرکت میں واضح تھی۔

آج اگر آپ نے کال نہ اٹھائی تو میں گھر چلا جاؤں گا۔ مجھ سے انتظار نہیں ہوتا۔ رمیز اس وقت رابیل سے بات نہ ہونے کی وجہ سے کافی غصے میں تھا، ڈنر والے دن سے لے کر اب تک ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ رابیل نے موبائل آف کر کے رکھا ہوا تھا۔ جس وجہ سے رمیز کو اور شدید غصہ آرہا تھا۔

رمیز یہ کہتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھ گیا تاکہ فریش ہو جائے، مگر دل کی بے چینی اور غصہ اندر ہی اندر بڑھ رہا تھا۔

(******)

Clubb of Quality Content

رابیل صحن میں چپ چاپ بیٹھی تھی۔شام کے سائے آہستہ آہستہ پھیل رہے تھے اور آسمان پر ہلکی سی سرخی پھیل گئی تھی۔نومبر کی سردی ہر سانس میں محسوس ہو رہی تھی،اور رابیل کندھوں پر شال لپیٹے بی جان کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

پچھلے تین دنوں سے رابیل نے اپنا فون بند کیا ہوا تھا کیونکہ وہ رمیز سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔اگر فون آن ہوتا تو اسنے کال کر کر کے اسکا جینا محال کر دینا تھا۔

بی جان نماز سے فارغ ہو کر آتی ہیں۔چشمہ آنکھوں پر،ہاتھ میں تسبیح،اور نگاہیں مسلسل رابیل کے چہرے پر مرکوز ہیں۔یہ چہرہ دو دن سے ادھورا سا،خاموش اور کچھ کہے بغیر بہت کچھ کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رابیل آہستہ اور نرمی سے بولی

بی جان نرمی سے جواب دیتی ہیں۔

رابیل چند لمحے چپ رہتی ہے اور پھر نظریں جھکاتے ہوئے بولی

میں سوچ رہی ہوں، کیا میں کل آفس جاؤں یا نہیں؟؟

بی جان تسبیح روک کر رابیل کی آنکھوں میں دیکھتی ہیں، جیسے وہ کچھ کھوج رہی ہوں۔

رکنے کی وجہ؟؟بی جان مختصر پوچھتی ہیں۔

رابیل کی آواز جیسے رک گئی ہو۔

رمیز،۔۔۔۔اس نے کہا کہ مجھے جاب چھوڑ دینی چاہیے۔وہ نہیں چاہتا کہ میں جاب کروں۔وہ جھجک کر بولی۔وہ کہتا ہے کہ میں صرف اس کی ہوں،مجھے ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں۔

بی جان نے گہری سانس لی، تسبیح ایک طرف رکھی اور رابیل کا ہاتھ تھاما۔

"یہ تمہاری زندگی ہے،اور تمہارا فیصلہ ہے۔تم وہ کرو جو تم چاہتی ہو نہ کہ کسی کے کہنے پر اپنے زندگی کو روک لو،۔"

بی جان تھوڑا آگے ہوئی۔

"جب ایک مرد تم سے محبت کرتا ہے تو وہ تمہیں قید نہیں کرتا، تمہیں اڑنے دیتا ہے۔"

"اور اگر تمہارا خواب، تمہاری عزت نفس کسی رشتے کی قیمت پر داؤ پر لگ جائے۔۔۔۔۔۔تو وہ رشتہ رشتہ نہیں رہتا،۔۔۔۔زنجیر بن جاتا ہے"

تو آپ کا کہنا ہے کہ میں جاب پر جاؤں؟؟رابیل نے سوالیہ نگاہوں سے بی جان کو دیکھا۔

بی جان مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں۔

''میں کچھ نہیں کہتی، فیصلہ تمہارا ہے۔ لیکن ہاں، ایک بات ضرور کہوں گی، زندگی تمہاری ہے نا؟؟''

''پھر تمہیں بھی وہ سب کرنے کا حق ہے جس سے تمہیں سکون ملتا ہے۔ تم خود کو قید نہ کرو کسی کی سوچ کو خود پر حاوی نہ ہونے دو۔''

رابیل نے دھیرے سے سر ہلایا اور کہا۔

جی بی جان، یہ زندگی میری ہے، اور مجھے یہ اپنے اصولوں پر جینی ہے۔ لیکن۔۔۔۔۔۔ وہ رک گئی۔

لیکن کیا؟؟

کل کو وہ کہے گا یہ نہیں کرنا، وہ نہیں کرنا، ادھر نہیں جانا۔ پھر؟؟ پھر کیا کرو گی۔

''اپنے لیے سٹینڈ لو۔ تم ایک انسان ہو ایک جیتی جاگتی انسان، تم کیسے کسی کے اشاروں پر چل سکتی ہو؟؟ شوہر کی عزت کرنا فرض ہے۔ لیکن اُسکی ہر بے تکی بات ماننا فرض نہیں ہے۔ اگر تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا شوہر تمہیں کسی ایسی چیز کے لیے روک رہا ہے، پابندی لگا رہا ہے جو کہ اُسے کرنا نہیں چاہیے تو اُس سے بیٹھ کر بات کرو، اُسے اپنی بات سمجھاو کہ تم کیا چاہتی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہو۔ دونوں ایک دوسرے کو سمجھو، وقت دو۔ یہ نہیں کہ تم اُس پر پابندی لگاتی رہو اور وہ تم پر۔ ایسے زندگی بہت مشکل ہو جائے گی رابیل!!"

"اپنی عقل سے کام لو، میں تمہیں شوہر کی نافرمانی کے لیے نہیں کہہ رہی۔ میں بس یہ چاہتی ہوں کہ تم اپنے حق کے لیے بولو، جو غلط ہو غلط کہو، جو چیز تمہارے لیے سچ میں بہتر ہے اُسکے لیے سٹینڈ لو۔"

رابیل نے بی جان کو پیار بھری نظروں سے دیکھا،

اور بس اتنا ہی کہا۔

میں کل آفس جاؤں گی۔ بس۔۔۔

اس کے علاوہ اُس نے کچھ نہیں کہا، کیونکہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ ایک انسان تھی ایک ایسی انسان جس کا جینے کا پورا پورا حق ہے۔

بی جان اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور دوبارہ تسبیح پڑھنے لگ گئیں۔۔

(*****)

رابیل اگلے دن صبح کے سنہری شعاعوں میں کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ ہوا میں ہلکی سی سردی تھی اور اس کے دل کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی، عجیب سی اداسی اور عزم کے

درمیان جھولتی۔ وہ آفس کے لیے تیار ہو کر کھڑکی کے پاس کافی دیر کھڑی رہی۔ایک طرف بی جان کی باتیں اس کے ذہن میں گھوم رہی تھی اور دوسری طرف رمیز کی۔

بی جان ک باتیں رمیز کی باتوں سے زیادہ ضروری تھی۔ شیشے کے پار باہر دیکھتے ہوئے وہ دھیرے سے بولی،

"یہ زندگی میری ہے اور مجھے اپنی شرائط پر جینی ہے۔اُس نے جیسے پکا پکا عہد کر لیا تھا۔"

پھر وہ شیشے سے دور ہٹی، صوفے سے بیگ اٹھایا، ایک گہری سانس لی اور باہر کی طرف نکل گئی۔

گاڑی جیسے ہی آرٹ ہاوس کے قریب پہنچی، اس کے دل میں عجیب سی بے چینی اتری، رابیل نے گاڑی سے نیچے قدم رکھا ہی اور آفس کے دروازے کی طرف قدم رکھا، ماحول بدلتا سا محسوس ہوا۔ کچھ لوگ اپنی میزوں پر مصروف تھے، لیکن فضا میں کسی خاموش کشمکش کی گونج بھی موجود تھی۔

چند قدم چل کر اس نے صائم کو دیکھا، جو فائلز لیے کسی سے بحث کر رہا تھا۔ رابیل کو دیکھ کر صائم چونکا، وہ فوراً رابیل کی طرف آیا۔

رابیل آپ آگئی؟ صائم کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

رابیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، مگر صائم کا چہرہ سنجیدہ اور تناؤ بھرا تھا۔ اس نے رابیل کو ایک طرف لے جانے کا اشارہ کیا، اور رابیل کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ اُس کے پیچھے پیچھے ایک پر سکون کارنر کی طرف گئی۔

کیا ہوا صائم؟ رابیل نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

صائم نے گہری سانس لی، اور بات شروع کی۔

"تمہارے نہ آنے کی وجہ سے جو پینٹنگز کا بڑا آرڈر ملا تھا وہ وقت پر مکمل نہیں ہو سکا۔ اور کلائنٹ نے وہ کینسل کر دیا ہے۔"

رابیل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیا؟"

ہاں، اور سر مدسر نے خود وہ کام تمہیں سونپا تھا، اور کلائنٹ نے آخری بار کہا تھا کہ وقت پر ڈیلیور نہ ہوا تو وہ کنٹریکٹ ختم کر دے گا۔ اور اب وہ ہو چکا ہے۔ کمپنی کو کافی بڑا نقصان ہوا ہے۔

رابیل کا دل بیٹھنے لگا۔ یہ سب میری وجہ سے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صائم نے کندھے اچکائے، جیسے کہنا چاہ رہا ہو ہاں۔ رابیل کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ زمین اس کے نیچے سے کھسک گئی ہو، ایسا محسوس ہوا۔

میری ضد، میری الجھن، اور یہ انجام؟

صائم یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ رابیل اپنی سوچوں میں ہی گم رہی۔

وہ سرمد کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن وہ ایک دفعہ اُس سے معذرت تو کرنا چاہتی تھی۔ کافی دیر وہ وہی کھڑی رہی۔ عجیب سی کشمکش نے اُسے گھیرا ہوا تھا۔ پھر اُس نے ہمت کی نظریں جھکائیں اور کیبن کی طرف بڑھنے لگی۔ راستے میں ہر قدم بھاری تھا، ہر سانس ایک بوجھ کی طرح۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد اپنی کرسی پر بیٹھا باہر دیکھ رہا تھا، آج وہ غیر معمولی خاموش تھا۔ دل میں ایک ہی سوال تھا، رابیل کیوں نہیں آئیں؟ کیا وہ اب کبھی واپس نہیں آئیں گی؟ وہ انہیں سب سوچوں میں گم تھا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور صائم تیز قدموں سے اندر آیا، سر ایک بات بتانی ہے۔

سرمد نے بے دلی سے نظریں اٹھائیں۔

صائم نے دھیرے سے کہا، سر رابیل آگئی ہیں۔

سرمد کا دل ایک لمحے کے لیے رک گیا۔پھر ایک عجیب سا سکون اس کے چہرے پر اتر آیا۔ آگئی ہیں؟اُس کو رابیل کے آنے سے جو خوشی محسوس ہو رہی تھی وہ لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی تھی۔وہ تین دن بعد اُسے دیکھنے لگا تھا۔اُسکی موجودگی اُسکا ہونے کا احساس ہی سرمد کو ایک الگ خوشی دے رہا تھا۔

اُس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی، جیسے کسی نے اس کے سینے پر رکھا بوجھ ہٹا دیا ہو۔ کمپنی کا نقصان لمحے بھر کے لیے غائب ہو گیا،اور وہ لمحہ صرف ایک چیز میں کھو گیا،بس وہ آگئی،یہ کافی ہے۔

(*******)

سرمد اپنی کرسی پر بیٹھا فائلوں میں الجھا ہوا تھا۔چہرے پر تھکن اور اداسی واضح تھی۔اس کے ہاتھ کاغذات کے کناروں کو بار بار چھو رہے تھے،لیکن دماغ کہیں اور تھا۔اچانک دروازہ کھلا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سے سرمد کی نگاہ فوراً اوپر اٹھی۔دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہو گئی۔

رابیل؟

رابیل خاموشی سے دروازے کے قریب کھڑی تھی، نظریں جھکی ہوئی، ہاتھ بے ساختہ بیگ پر۔اس کی موجودگی نے لمحے بھر کے لیے سرمد کی دنیا بدل دی۔ جیسے مردہ جسم میں جان واپس آگئی ہو۔اس کی آنکھوں میں زندگی لوٹ آئی۔ایک لمحے کے لیے وہ سب کچھ بھول گیا، فائلیں، پریشانی، نقصان، سب کچھ۔

دل کے اندر ایک ہلکی سی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ یااللہ تیرا شکر، وہ واپس آگئی ہیں، وہ میرے سامنے ہیں۔

سرمد کا دل چاہا کہ فوراً اٹھ کر اسے گلے لگا لے اور کہے کہ آپ کو نہیں پتہ میں نے یہ تین دن کیسے گزارے، وہ تین دن مجھے تین سال لگے۔دل کی ہر دھڑکن میں درد تھا، ہر لمحہ خالی پن محسوس ہوا۔ لیکن اب، اس کے سامنے آکر، دل کو سکون مل گیا۔ایسا محسوس ہوا جیسے وہ بلکل ٹھیک ہو گیا ہو، خوشی اس کے اندر پھوٹ رہی تھی۔

رابیل آہستہ آہستہ اندر آئی۔ سرمد فوراً کھڑا ہو گیا، لیکن کچھ کہنا چاہتا تھا، زبان جیسے ساتھ نہ دے رہی ہو۔اچانک اسے کچھ یاد آیا اور وہ پیچھے ہٹ گیا، چہرہ سخت کر لیا۔

رابیل مدھم آواز میں بولی،

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ میری غیر موجودگی سے کمپنی کو نقصان ہوگا، میں واقعی شرمندہ ہوں۔"

سرمد نے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا، لیکن آنکھوں میں چھپایا نہ جاسکا۔

"کمپنی میری ہے، مس رابیل، نقصان ہو یا فائدہ، آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ آپ نے تو بس بغیر بتائے چلے جانا ہوتا ہے، اور نہ کوئی خبر، نہ اطلاع۔"

رابیل نظریں جھکا لیتی ہے۔ لمحے بھر کے لیے خاموشی چھا گئی، صرف سرمد کی تیز سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔

"سر، میری غلطی تھی،" رابیل نے دھیرے سے کہا۔

سرمد اسے دیکھ رہا تھا، دل چاہ رہا تھا کہ اسے گلے لگا لے اور سب کچھ بھول جائے، لیکن وہ خود کو بہت مشکل سے روکے ہوئے تھا۔

"کاش یہ بات آپ تین دن پہلے سوچتیں۔"

رابیل شرمندہ ہوئی۔ وہ اور کچھ کہنا چاہتی تھی، لیکن الفاظ ساتھ نہ دے سکے۔

سرمد اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیتا ہے، لیکن دل اس کی موجودگی کو محسوس کرکے کانپ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آپ واپس تو آگئی ہیں، لیکن وہ لمحے جو میں نے چپ چاپ گزارے، اس کی آواز اب بھی میرے اندر گونج رہی ہے۔

اب وہ سامنے تھی تو اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بات کرے۔ وہ زندگی میں پہلی بار خود کو اُس کے سامنے بے بس محسوس کررہا تھا۔

وہ اُس کو جی بھر کر دیکھ بھی نہیں پارہا تھا، اُس کے قریب آنے کا تو اب وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا اُسکی سب سے بڑی وجہ اُس کے ہاتھ میں چمکتی ہوئی انگوٹھی تھی جو سرمد نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔

وہ اُسکو اپنے پاس روک کر بس محسوس کرنا چاہتا تھا، جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا نہیں کرسکا۔

رابیل کافی دیر خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔ رابیل شرمندگی کی وجہ سے اُس سے بات نہیں کر پارہی تھی اور وہ کشمکش کی وجہ سے اُسے دیکھ نہیں پارہا تھا۔ دونوں کے درمیان اس وقت مکمل خاموشی تھی۔

کافی دیر یونہی رہنے کے بعد رابیل خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد کرسی پر بیٹھ گیا،اُس کو جاتا دیکھ رہا تھا پھر بس اس کی موجودگی کو محسوس کرنے لگا دل میں سکون اور خوشی بے انتہا تھی۔وہ لمحے بھر کے لیے دنیا سے الگ ہو گیا اور صرف اس ایک احساس میں ڈوبا رہا کے وہ واپس آگئی ہے۔

(*****)

سردیوں کی دوپہر پورے گھر کو ایک پرسکون ماحول دے رہی تھی۔باہر پھولوں پر نرم دھوپ پڑتی جا رہی تی۔بی جان اندر رمیز کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کر رہی تھی۔ٹی وی لگا ہوا تھا لیکن آواز بہت مدھم تھی،بی جان اب اکثر نیوز دیکھا کرتی تھی۔وہ نیوز دیکھ رہی تھی جب رمیز آیا۔ٹی وی انہوں نے بند نہیں کیا تھا،آواز آہستہ کر کے اُس سے باتیں کرنے لگ گئیں۔

تھوڑی دیر بعد دروازے کھلا،ڈرائیور نے گاڑی اندر پارک کی۔

رابیل گاڑی سے نیچے اتری،چہرے پر تھکن،آنکھوں میں دن بھر کا بوجھ صاف جھلک رہا تھا۔

سردیوں کی وجہ سے اُس نے خود کو کور کرنے لیے لانگ کوٹ اور گلے میں مفلر ڈالا ہوا تھا۔

رابیل کو گرمی کی نسبت سردی بہت لگتی تھی اس لیے وہ اپنے آپ کو مکمل کور کر کے رکھتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اندر لاونج کی طرف بڑھتے ہوئے اُس نے بیگ کو بے دھیانی پر صوفے پر رکھا اور خود بیٹھ گئی،
اچانک اُس کی نگاہ سامنے والے صوفے پر پڑی۔
سامنے رمیز صوفے پر بیٹھا ہوا تھا، بی جان کے ساتھ۔ چائے کا کپ ہاتھ میں تھا مگر نظریں
نیچے جھکی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں مسلسل کسی بات پر ہنس رہے تھے۔
رابیل نے اُسے گھورا، لاونج میں لمحہ بھر کے لیے خاموشی پھیل گئی، جیسے وقت بھی رک گیا
ہو۔
"تم۔۔۔ یہاں؟" اور وہ بھی بی جان کے ساتھ؟ رابیل لہجے میں حیرت کم اور خفگی زیادہ
تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رمیز نے سر اٹھایا تو، چہرے پر شرمندگی صاف جھلک رہی تھی۔
بی جان سب سمجھ گئی تھی کہ دونوں کو اکیلے وقت چاہیے، تاکہ ان کا جو بھی معاملہ ہو وہ خود
بیٹھ کر سلجھا لیں۔ بی جان صوفے سے اٹھیں۔
میں دیکھتی ہوں کچن میں چائے کے ساتھ کچھ میٹھا ہے یا نہیں۔ وہ اٹھ کر کچن کی طرف چلی
گئیں۔
رمیز نے ایک لمبا گہرا سانس لیا۔ چائے کی پیالی میز پر رکھ دی اور دھیرے سے بولا،

"رابیل... میں آپ سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ جو کچھ کہا، وہ غلط تھا۔ میں نے کبھی نہیں چاہا کہ آپ کا دل دکھے۔"

رابیل طنزیہ ہنسی کے ساتھ صوفے کے دوسری طرف ٹیک لگا کر بیٹھی رہی۔

"واہ رمیز صاحب! کیا کمال ہے آپ کا۔ کبھی بول دو تو خنجر کی طرح، اور جب دل دکھ جائے تو ایک لفظ، معاف کر دو"۔ بس؟ حساب برابر؟"

رمیز کے لہجے میں شرمندگی صاف جھلک رہی تھی۔

"میں مانتا ہوں غلطی میری تھی۔ اور میں صرف ایک موقع مانگ رہا ہوں۔ بس ایک بار۔"

رابیل کی آنکھیں پھیل گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"موقع؟ تمہیں لگتا ہے جب بھی تم دل توڑو گے، اور میں نرم دل ہو کر معاف کر دوں گی؟"

رمیز صوفے سے اٹھ کر ایک قدم آگے بڑھا اور رابیل کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

پلیز بس ایک بار۔ اگر آپ نے معافی کا دروازہ بند کر دیا تو شاید میں خود کو کبھی معاف نہ کر سکوں۔ ایک موقع دے دیں۔

رابیل لمحہ بھر اسے دیکھتی رہی، پھر ہلکا سا توقف کرتی ہے۔

"چلو ٹھیک ہے۔ موقع دوں گی... مگر ایک شرط پر۔"

رمیز فوراً بول اٹھا۔

"مجھے ہر شرط منظور ہے۔"

رابیل کی آنکھوں میں چمک اب ہلکی شرارت میں بدل گئی تھی۔

اٹھک بیٹھک کرو۔ کان پکڑ کے۔ پھر دیکھوں گی معاف کرنا ہے یا نہیں۔

رمیز کے چہرے پر ایک لمحے کو حیرانی آتی ہے، پھر مسکرا کر بولا،

"آپ سنجیدہ ہیں؟"

رابیل ٹھنڈی نگاہ سے دیکھتے ہوئے

"میں نے کہا نا، شرط ہے۔ اگر واقعی معافی چاہیے تو کرو۔ وہ بہت مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی۔"

رمیز صوفے سے اٹھا اپنے کندھے سے شال اتار دی، صوفے پر رکھی، ایک بار پھر رابیل کو دیکھا۔ رابیل بہت پر سکون ہو کر صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی۔

رمیز نے کان پکڑ کر اٹھک بیٹھک شروع کر دی۔

ایک۔

دو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

تین۔

رابیل ہاتھ سینے پر باندھے بیٹھی کاونٹ کرنے لگی، چہرے پر وہی روایتی سختی، مگر آنکھوں کے کنارے چھپتی ہنسی میں ڈھل رہے تھے

آٹھویں پر آتے آتے رمیز ہنس کر بولا،

”ویسے سوچا نہیں تھا، جس رمیز سے لوگ بات کرنے سے ڈرتے ہیں، وہ آج یہاں کان پکڑ کے یہ سب کر رہا ہے۔ وہ بھی صرف آپ کے کہنے پر دلربا!!“ رمیز ہنستے ہنستے یہ سب کر رہا تھا۔

رابیل بے ساختہ ہنس پڑی مگر فوراً خود کو سنبھال لیا،

”تم مسکرا کیوں رہے ہو؟ ابھی تو سزا شروع ہوئی ہے۔“

رمیز سانس پھولتے ہوئے بولا

”بس یہی سوچ رہا ہوں... کہ سکول میں بھی یہ سب کبھی نہیں کیا تھا میں نے۔ لیکن آج۔۔۔“

ابھی تو یہ سٹارٹ ہے۔۔ اگر برداشت نہیں کر سکتے تو بتا دو۔۔ رابیل مصنوعی غصے سے بولی۔

نہیں۔۔۔

Clubb of Quality Content

نہیں۔۔۔۔

اگر آپ کی خوشی اسی میں ہے تو میں ہزار بھی کر لونگا۔

رمیز کا سانس اب پھولنے لگا تھا، رابیل کو اُس پر ترس آگیا۔

ٹھیک ہے، اتنے کافی ہیں۔اب اٹھو۔رابیل نے ٹانگ سے ٹانگ اتاری اور اب اُسے دیکھنے لگی۔

رمیز کھڑا ہوتا ہے، اُسکا سانس پھول رہا تھا وہ خود کو سٹیبل کرتا ہے اور صوفے پر آکر پھر سے بیٹھ جاتا ہے۔

تم بھی کیا یاد کرو گے کہ تمہاری منگیتر کتنی اچھی ہے جو آسانی سے معاف کر دیا۔رابیل احسان کرنے والے انداز میں بولی۔

آسانی؟؟؟ پچاس اٹھک بیٹھک کروا کر یہ آسانی ہوتی۔۔رمیز کندھوں پر شال درست کرتے ہوئے بولا،

ابھی رابیل کچھ بولنے ہی والی تھی کہ اُسکی نظر ٹی وی پر چلتی نیوز پر پڑی، رابیل نیوز دیکھتی ہی نہیں تھی۔کبھی کبھی بی جان کے ساتھ بیٹھ کر ہیڈ لائنز دیکھ لیتی تھی۔

رابیل نے ٹی وی کا ریموٹ میز سے پکڑ کر آواز اونچی کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہر میں غیر قانونی سرگرمیوں کی بڑھتی رپورٹیں، پولیس کی کارروائیاں جاری ہیں۔

رابیل کی نظریں ٹی وی پر جم گئیں۔۔ پھر اُس نے مذاق میں رمیز کی طرف منہ پھیرا۔ رمیز جو نیوز دیکھ کر تھوڑا شاک میں گیا ہوا تھا، رابیل کی آواز پر اُسے دیکھنے لگا۔

"یہ سب سن رہے ہو؟ تم ایسے ویسے کاموں میں ملوث نہیں ہو ناں؟؟؟؟! اگر ہو تو پہلے ہی بتا دو۔" رابیل نے شک بھری نگاہ سے اُسے دیکھا،

رمیز ایک لمحہ رک جاتا ہے۔ چہرے پر ایک چھوٹا سا سایہ سا تیرتا ہے۔

نہیں۔ بلکل نہیں۔ آپ تو مجھ پر شک کرنے لگ گئی ہیں۔ رمیز نے خود کو ریلیکس ظاہر کرتے ہوئے سکون سے جواب دیا

رابیل کی آنکھیں تیز ہوئی وہ آج اُسے تنگ کرنا چاہتی تھی اس لیے جان بوجھ کر ایسے سوال کرتی گئی،

شک؟ میں صرف پوچھ رہی ہوں رمیز۔ کیونکہ اگر ایسا کچھ ہوا نا... تو یاد رکھنا، میں تمہیں زندہ جلا دونگی۔ رابیل بڑی مشکل سے سنجیدہ رہنے کی ایکٹنگ کرتی ہے۔

رمیز کے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ آئی مگر آنکھوں میں کچھ ان کہا سا تھا۔

پھر وہ آہستہ سے بولا،

جی دلربا۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ رمیز صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا، اچھا اب میں چلتا ہوں۔ مجھے بہت ضروری کام ہے۔

اتنے میں بی جان کچن سے باہر نکلیں، ہاتھ پکوڑوں کی پلیٹ تھی وہ جو جلدی جلدی میں بنا کر لائی تھی۔۔

کہاں جا رہے ہو بیٹا؟ کھا کر جانا، اب اتنی محنت سے بنائے ہیں میں نے۔ بی جان پکوڑوں کی پلیٹ کو میز پر رکھتے ہوئے بولیں۔

بی جان، کام یاد آ گیا ہے، بعد میں آؤں گا۔ رمیز مسکرا کر بولا،

رابیل کو اُس کے چہرے پر عجیب سی پریشانی نظر آئی۔

اچھا چلو! رابیل تم اسے باہر تک چھوڑ آو۔

رابیل خاموشی سے اُس کے ساتھ ساتھ باہر دروازے تک گئی، وہ بار بار رمیز کو دیکھ رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہے نا؟"

رمیز نے ایک لمحہ اسے دیکھا۔ آنکھوں میں ادھورا سا اقرار چھپا ہوا تھا۔

"جی، سب ٹھیک ہے دلربا۔ وہ مسکرا کر بولا،"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے دروازہ کھولا اور رمیز اُسے جاتے ہوئے مسکرا کر دیکھ کر چلا گیا۔

رابیل دروازے کے پاس کھڑی رہی۔ دھوپ اُسکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

اس کے چہرے پر خیالوں کی دھند چھا گئی۔

شاید میں ہی زیادہ سوچتی ہوں... شاید واقعی سب ٹھیک ہو۔ وہ رمیز کو یوں اترا ہوا چہرہ دیکھ کر خود سے بولی،

پھر جلدی سے قدم اٹھاتی وہ واپس اندر آ گئی۔ ٹی وی کی آواز اب بھی پس منظر میں گونج رہی تھی۔

.پولیس کو شبہ ہے کہ شہر کے معروف کاروباری افراد بھی ان سرگرمیوں میں ملوث ہیں

رابیل کی نظریں ایک بار پھر اس بند دروازے پر جا ٹھہرئیں۔ لیکن اُس نے سارے خیالات جھٹک کر میز سے پکوڑوں کی پلیٹ اٹھائی اور کھانے لگ گئی۔

(******)

جب محبت ہوتی ہے تو اپنے ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

ہر منظر حسین لگتا ہے۔ ہر موسم خوشگوار لگتا ہے۔

دل میں عجیب سا قرار رہتا ہے۔بلاوجہ لبوں پر مسکان چھا جاتی ہے۔

دل کی دھڑکن صرف ایک نام لیتی ہے۔

جب محبت ہوتی ہے۔

کیوں دل کو سب بھلا بھلا لگتا ہے۔

محبوب کا ہونا ہی پورا جہاں لگتا ہے۔

وہ جو دیکھے تو اُسے نظرِ کرم سمجھا جاتا ہے۔

وہ جو بات کرے تو دل کو سکون آ جاتا ہے۔

دنیا کی سب خوشیاں بے رنگ لگتی ہیں

محبوب کا ہونا ہی سب کچھ لگتا ہے،

دل اُس کے ہونے سے مکمل ہوتا ہے۔

دن کی روشنی اور رات کا سکون سب اُسی کے ہونے سے اچھا لگتا ہے۔

محبت میں ہر چیز نئی لگتی ہے۔آسمان، زمین سب حسین لگتے ہیں۔

محبوب کے بغیر لمحہ خالی لگتا ہے۔

اُس کے قریب ہر چیز آسان لگتی ہے۔

Clubb of Quality Content

محبت میں خوف اور ہچکچاہٹ بھی پیاری لگتی ہے۔

صرف اُسکی نگاہ میں دنیا بھلی لگتی ہے۔

محبت میں ہر دن خواب لگتا ہے۔

ہر آواز ساز لگتی ہے۔

اُس کے بغیر سب کچھ ادھورا لگتا ہے۔

جب محبت ہوتی ہے، اپنے ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

محبت کی یہ روشنی ہمیشہ رہتی ہے۔ دل کے ہر کونے میں اُس کا عکس رہتا ہے۔

محبوب کی ایک ایک بات دل کو یاد رہتی ہے۔

اس کی ایک نظر زندگی بدل دیتی ہے۔

محبت میں سارے خوف پیارے لگتے ہیں۔

محبوب کی یاد میں دن اور رات یکساں لگتے ہیں۔

ہر لمحہ قیمتی لگتا ہے۔ ہر دن خواب لگتا ہے۔ ہر پل نیا جذبہ آباد رہتا ہے۔

محبت جب ہوتی ہے۔ اپنے ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

اچھا خاصا انسان بھٹکا بھٹکا لگتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

محبوب کی جدائی سوگوار لگتی ہے۔ہر وقت اُس کی طلب رہتی ہے۔

پھر کوئی چیز دل کو بھاتی نہیں۔جتنا محبوب کی نظر کمال لگتی ہے۔

صرف اُس کا ہونا معنی رکھتا ہے۔باقی دنیا تو بے کار لگتی ہے

سرمد کے گھر کے اندر گاڑی رکی۔سرد ہوا نے اُسکے چہرے کو چھوا، مگر اندر کہیں دل میں بہار کا سا موسم اتر چکا تھا۔

دروازہ کھلا۔وہ اندر داخل ہوا۔لاونج میں مکمل خاموشی تھی۔اس خاموشی میں بھی سرمد کے دل کی دھڑکن جیسے صاف سنائی دے رہی تھی۔

رخسار بیگم صوفے پر بیٹھی تھیں،اون کے سویٹر کے ساتھ شال لپیٹے،ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے وہ سرمد کا ہی انتظار کر رہی تھیں۔سرمد کے چہرے پر خوشی صاف جھلک رہی تھی۔وہ آج کتنے دنوں بعد دل سے خوش ہوا تھا۔رخسار بیگم اُسکے چہرے پر خوشی دیکھ کر بولیں،

خیریت ہے آج؟ بڑے خوش لگ رہے ہو؟؟ کچھ خاص ہوا ہے کیا؟

سرمد کا دھیان لاونج کی طرف گیا ہی نہیں وہ سیدھا اوپر کی سیڑھیاں چل رہا تھا جب رخسار بیگم نے اُسے آواز دی،وہ وہیں رک گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک لمحے کے لیے رخسار بیگم کو دیکھا، لبوں پر وہی خاموش سی مسکراہٹ ابھری، سیڑھیوں سے واپس پلٹا اور ان کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

کچھ نہیں ممی، بس یوں ہی۔

"یونہی تو تم کبھی نہیں مسکرائے؟؟ کچھ تو بات ہے۔ دل کی بات چھپاتے ہو۔۔ سب کچھ چہرے پر لکھا ہوا ہے تمہارے۔"

رخسار بیگم اب اُسے تنگ کر رہی تھیں۔ پتہ انہیں بھی چل گیا تھا کہ اس کی خوشی کے پیچھے رابیل ہی ہو گی،

"ویسے آجکل رابیل کیوں نہیں آرہی؟؟" رخسار بیگم بولیں۔

اتنا کام نہیں ہوتا اس لیے وہ آفس میں ہی سارا کام کر لیتی ہیں۔ سرمد نے مختصر سا جواب دیا۔

وہ نہیں آرہی تو میں بھی کافی بور ہو جاتی ہوں۔ آتی تھی تو میرا وقت بھی اچھا گزر جاتا تھا۔ رخسار بیگم سرمد سے رابیل کے بارے میں باتیں کرنے لگیں۔

وہ بولتیں جا رہی تھیں۔، مگر سرمد کا دھیان ان کی آواز میں نہیں، کسی اور جگہ تھا۔ نظریں سامنے تھیں مگر دل کہیں دور،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

تھوڑی دیر وہاں بیٹھنے کے بعد سرمد اپنے کمرے میں آگیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کیا۔ اندر نیم اندھیرا تھا۔ کھڑکی کے پار شام کا آسمان سرخیوں سے بھرا ہوا تھا، سرمد نے ایک گہری سانس لی۔ چہرے پر سکون تھا، وہی سکون جو دعا کے قبول ہونے کے بعد آتا ہو،

پھر وہ واش روم میں گیا۔ نل کھولا۔ ٹھنڈا پانی ہاتھوں پر گرا تو جیسے ساری تھکن بہہ گئی۔ وضو کے قطرے جب چہرے سے بہے تو دل بھی ہلکا ہونے لگا۔ اس نے آنکھیں بند کیں، اندر سے عجب طرح کا اطمینان پھیل گیا۔

کمرا خاموش تھا۔ صرف باہر سے اذانِ مغرب کی مدھم آواز آ رہی تھی۔ اس نے جائے نماز بچھائی۔ اور نماز پڑھنے لگا۔

نماز پڑھنے کے بعد وہ کافی دیر وہی بیٹھا رہا، پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ تو دل خود بخود بول اٹھا۔

"یا اللہ، آج تو نے مجھے اسے دیکھنے کی نعمت دی۔ شکر ہے تیرا۔ تو دلوں کے حال جانتا ہے۔ جو جذبے میرے سینے میں ہیں، وہ صرف تو جانتا ہے۔ ایسے جیسے دل میں کہی ہر بات آسمان تک پہنچ گئی ہو۔"

Clubb of Quality Content

سرمد نے دعا مانگتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

آنکھیں بند تھیں۔۔ مگر دل آنکھوں سے بھی زیادہ دیکھ رہا تھا۔ رابیل کا چہرہ، اسکی مسکراہٹ اسکی موجودگی۔

''میں کچھ نہیں مانگ رہا، یااللہ۔ بس اتنا کہ اس کا سکون سلامت رہے۔ وہ خوش رہے۔ اور اگر میری محبت سچی ہے، تو مجھے اس کے قابل بنا دے۔''

وقت جیسے رک گیا تھا۔ ہوا بھی ٹھہر گئی۔ کمرے میں روشنی مدھم تھی مگر سرمد کے اندر ایک روشن سکون اتر آیا تھا۔

دعا ختم کی، چہرے پر ہاتھ پھیرا، اور آنکھیں کھول دیں۔ اب اس کے چہرے پر وہی سکون تھا جو کسی بند دروازے کے کھلنے کے بعد ملتا تھا۔ جائے نماز سے اٹھا تو وہ بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ اوپر چھت کو دیکھنے لگا۔

پھر وہ آہستہ سے خود سے بولا،

آج اسے دیکھ لیا... دل کو قرار آ گیا۔ رابیل !! آپکو کیا معلوم، کہ آپ میرے لیے کیا ہو۔

باہر آسمان پر ایک ستارہ چمک رہا تھا۔ سرمد نے آنکھیں بند کیں۔ ایسے جیسے اندھیرے میں ایک چراغ جل چکا تھا۔

امید۔۔دعا۔۔اور سچی محبت کا چراغ۔

(*******)

رات کی خاموشی گہری ہو گئی تھی۔ شہر کی روشنیوں سے بہت دور، ایک ویران سڑک پر رمیز کی گاڑی ساکت کھڑی تھی۔ ارد گرد سنّاٹا ایسا کہ دل کی دھڑکن بھی شور بن گئی تھی۔ سڑک کے کنارے سوکھے پتے بکھرے تھے جنہیں سرد ہوا آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے گھسیٹ رہی تھی۔ فضا میں کہر تھی، جیسے دھند اور تنہائی نے مل کر ایک پردہ تان رکھا ہو۔

رابیل کے گھر سے نکلنے کے بعد وہ کافی دیر سنسان سڑکوں پر گاڑی چلاتا رہا، اور پھر تھوڑی دیر پہلے گاڑی ایک جگہ روک دی۔

گاڑی کے اندر رمیز چپ بیٹھا تھا۔ چہرے پر کوئی تاثر نہیں، مگر آنکھوں میں الجھن کے سائے۔ سانس کے ساتھ منہ سے نکلتی بھاپ جیسے دل کی جلتی ہوئی آگ کو ظاہر کر رہی تھی۔ اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔ سرد ہوا کا ایک جھونکا اندر آیا، کوٹ کے کالر کو ہلا گیا۔ رمیز نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور چند قدم چل کر سڑک کے کنارے ایک پتھریلے ڈھیر پر جا بیٹھا۔

اوپر آسمان اندھیروں میں ڈوبا تھا۔ کہر کے پیچھے چاند کی مدھم جھلک جیسے کوئی ٹوٹا ہوا خواب ہو۔ رمیز نے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال لیے۔ سرد ہوا اس کے بالوں سے کھیل رہی تھی مگر وہ بالکل ساکت تھا۔ نظریں زمین پر تھیں، مگر دل میں طوفان مچ رہا تھا۔

دل ہی دل میں ایک نام گونجا، رابیل!!

وہ لفظ اس کے ہونٹوں سے یوں نکلا جیسے کوئی مقدس دعا۔ ایک ایسا نام جو اس کی ہر دھڑکن سے جڑا تھا۔

اس کے سامنے ایک ایک منظر زندہ ہونے لگا۔ رابیل کی وہ ہنسی، وہ نظریں جو بھروسہ دیتی تھیں، وہ لمحہ جب اس نے کہا تھا، مجھے لگتا ہے کہ اب تمہارے بارے میں سوچنا چاہیے۔

رمیز نے پلکیں زور سے بند کر لیں۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لیے، سانس بے ترتیب، آواز بھرا ہوئی۔

میں کیا کر رہا ہوں؟

میں اس لڑکی کے ساتھ ایسا کر رہا ہوں جو مجھے پاک نیت سے چاہتی ہے؟ جو میری باتوں پر یقین کرتی ہے؟

اس نے جھک کر اپنا سر گھٹنوں میں چھپا لیا۔اور خود سے الجھتے ہوئے دھاڑ کر بولا، آواز اندھیرے میں گونجی

میں بے غیرت ہوں۔کمینہ ہوں میں۔

رابیل جیسی صاف دل لڑکی کو دھوکہ دے رہا ہوں، صرف اپنی خود غرضی کے لیے۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔زمین پر بکھرے پتھروں کو مٹھی میں بھر کر دور پھینکا۔غصہ، ندامت، اور بے بسی، سب ایک ساتھ اس کے وجود سے پھوٹنے لگے۔وہ چلنے لگا، بے سمت، جیسے پاگل ہو۔

پھر وہ ایک دم رک گیا۔سانس پھول رہا تھا۔آنکھیں نم تھیں، مگر ان میں درد سے زیادہ پشیمانی تھی۔اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔بادلوں کے بیچ چاند کا ہلکا سا عکس جیسے اسے تکتا ہو۔

اسکی آواز ویرانے میں گونجنے لگی وہ چیخا اتنی شدت سے جیسے اپنا آپ چیر کر باہر نکال دے۔

"لعنت ہے مجھ پر۔۔۔۔لعنت ہے میرے ہر جھوٹ ہر فریب پر۔۔۔۔"

سردی سے آنکھیں پانی چھوڑنے لگی تھیں۔۔۔مگر ان میں نمی۔۔صرف موسم کی نہیں تھی۔ندامت کی بھی تھی۔

"آج ہی تو معافی مانگ کہ آیا تھا میں۔آج۔۔۔"

"اور کل پھر سے معافی مانگوں گا؟؟ کس چیز کی؟؟اپنے دھوکے کہ ؟؟وہ خود سے بول رہا تھا۔"

میں اتنا بے حس ہو گیا تھا۔اپنی دلربا کو دھوکہ دیتا رہا۔میری دلربا۔وہ درد میں تھا۔اس کی آواز میں کرب تھا۔

رابیل،آپ نہیں جانتیں کہ میں آپ سے کتنی محبت کرتا ہوں۔

میں اپنا نام،اپنا دل،اپنی روح،سب آپ کے نام کر چکا ہوں۔مگر میں آپ سے جھوٹ بولتا رہا۔میں نے خود کو آپ کے لائق نہیں بنایا۔

اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ہاتھ مٹھیوں میں بند،آنکھیں سرخ۔

اس کا دل جیسے ٹکڑوں میں بٹ رہا تھا۔

نہیں...!اب نہیں۔

میں آپکے دل سے نہیں کھیل سکتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے اپنے سینے پر زور سے مکا مارا، جیسے خود کو سزا دے رہا ہو۔ ایک چیخ گلے میں گھٹ کر رہ گئی۔ پھر وہ دھیرے سے زمین پر بیٹھ گیا۔ سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ آنکھوں سے بہتے آنسو کہر میں گم ہو گئے۔

"بس اب ختم۔ آج کے بعد نہ کوئی جھوٹ، نہ کوئی فریب۔ میں خود کو بدلوں گا۔ میں وہ بنوں گا جو آپ چاہتی ہو۔

میں آپکو عزت، وفا، اور سچائی دینا چاہتا ہوں۔

اسکا سانس ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ چہرے پر نمی اور آنکھوں میں فیصلہ۔ دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ٹھنڈ بھی بڑھتی جا رہی تھی۔

وہ زمین سے اٹھا آہستہ آہستہ گاڑی کی طرف بڑھا۔ ہر قدم کے ساتھ جیسے پچھلا بوجھ پیچھے چھوڑتا جا رہا ہو۔ گاڑی کے پاس پہنچا تو لمحہ بھر کے لیے رکا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا، سڑک اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی، جیسے اس کی پرانی زندگی وہیں دفن ہو گئی ہو۔

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا، اندر بیٹھا، اسٹارٹ بٹن دبایا۔ انجن کی آواز نے خاموشی توڑ دی۔ ہیڈلائٹس نے اندھیرے کو چیر کر راستہ روشن کیا۔

وہ شرمندہ تھا۔ شرمندگی کے بوجھ تلے دبتا جا رہا تھا۔

وہ بہت مشکل سے ڈرائیور کر رہا تھا۔

رات کے اندھیرے میں وہ گاڑی آگے بڑھتی گئی۔ پیچھے رہ گئی وہ ویران سڑک۔

(******)

شام میں دھند نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ پچھلے دو ہفتوں سے دلاور فارم ہاوس آتا تھا وہ بھی رات کے اس پہر، اس نے غیر قانونی اسلحہ چوری چھپے سپلائی کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ کام وہ پچھلے ایک مہینے سے کر رہا تھا۔ فارم ہاؤس کا اندرونی کمرہ اپنے مالک کی شخصیت کی طرح سخت اور بے رحم تھا۔ دیواریں سیاہ لکڑی کی تھیں، جن پر بندوقیں، غیر قانونی اسلحہ لٹکا ہوا تھا۔

کچھ چند تصویریں دیوار پر لٹک رہی تھیں، جو قانون سے جیتے گئے ہر معرکے کی نشانی تھیں۔ جو پچھلے ایک ماہ سے سب کی آنکھوں میں دھول جھوک کر کامیابی لی تھی۔ میز پر ایک بریف کیس کھلا تھا، جس میں مختلف ہتھیاروں کی چمک روشنی کو چیر رہی تھی۔ کونے میں رکھی راکنگ چیئر پر دلاور بیٹھا تھا۔ چہرے پر غرور کی لکیریں، ہاتھ میں سلگا ہوا سگار، اور دھوئیں کا بادل اس کے گرد ایک دیوار سا بنا ہوا تھا۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ ہی لمحوں میں دروازہ زور سے کھلا۔ رمیز اندر آیا۔اس کی آنکھوں میں ایک طوفان تھا،ایسا طوفان جو برسوں سے دبایا گیا ہو۔ چہرے پر دکھ،اندر فیصلہ۔

دلاور نے سر موڑے بغیر دھواں چھوڑا۔

"آگیا میرا بیٹا۔ آج کون سا سودا جیت کر آیا ہو آج؟ کتنے کاغذوں پر دستخط کروائے؟ کتنے خوابوں کو روند کر سلطنت بڑھائی؟ کتنے وکیلوں کے سروں پر پاؤں رکھا؟؟"

رمیز کے قدم رک گئے۔ وہ چند لمحے خاموش رہا۔ پھر آہستہ، مگر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

بس کریں بابا۔اب کچھ جیتنا باقی نہیں رہا۔ کیونکہ میں سب کچھ ہار چکا ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دلاور کا چہرہ سختی سے مڑا۔ سگار ہاتھ میں ہی رک گیا۔اس کی آنکھوں میں حیرت اور غصے کا ملا جلا رنگ تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟ کس چیز کا دکھ ہے تمہیں؟"

رمیز کی بکھری ہوئی حالت دیکھ کر دلاور نے اندازہ لگایا۔اور طنزیہ مسکرایا۔

"کہیں رابیل تو نہیں؟؟ وہ زوردار قہقہ لگانے لگا۔"

"وہ تو صرف ایک مہرہ تھی۔ تمہارے اور سرمد کے کھیل میں۔"

رمیز کی مٹھی بند ہوئی۔ دلاور کی آواز بڑھ گئی۔

تو خود آیا تھا میرے پاس۔ کہا تھا، بابا، مجھے جیتنا ہے۔ طریقہ بتائیں۔ اور میں نے تجھے سکھایا، کھیل دکھایا، شطرنج بچھائی۔

رمیز کا ضبط ٹوٹ گیا۔ وہ چیخا، آواز دیواروں سے ٹکرا کر لوٹی۔

اور وہی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی! آپ نے مجھے اس کھیل میں اتارا، اور میں اندھا ہو کر چلتا گیا۔

جھوٹے اتفاقات، جھوٹی محبت، جھوٹی منگنی، ہر قدم پر دھوکہ۔ اس نے ہاتھ سینے پر مارا، جیسے اپنے ہی کیے پر خود کو کوس رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں کھیلتا رہا، "مگر کھیلتے کھیلتے میں حقیقت میں اس سے محبت کر بیٹھا۔"

دلاور کا لہجہ تیز اور برفیلا تھا۔

"تو کیا ہوا؟ "محبت میں جیت ہی تو ہے۔ جو تو چاہتا تھا وہ ملا نا؟

رمیز آگے بڑھا۔ چہرہ بھیگا ہوا، آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔

"نہیں بابا۔ یہ جیت نہیں، یہ دھوکہ ہے۔"

میں نے رابیل کو دھوکہ دیا۔اس کی سچائی،اس کے خواب،اس کے خلوص،سب روند ڈالے صرف آپ کے کہنے پر۔

"آپ نے کہا یہ صرف ایک لڑکی ہے،ایک پیادہ۔ لیکن آپ غلط تھے بابا۔وہ میری کمزوری بن گئی۔ میری محبت۔ میرا سکون۔ میری زندگی۔"

دلاور کی برداشت جواب دے گئی۔وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ہاتھ میں سگار،آواز میں گرج۔

تو اب اس لڑکی کے لیے باپ کی بنی بنائی سلطنت چھوڑ دے گا؟

"یہ سلطنت،جس میں تم راجہ تھے؟"

"سرمد کو گرانا صرف تمہارا نہیں میرا بھی خواب تھا۔"

رمیز ایک قدم آگے بڑھا،آنکھیں جلتی ہوئی انگاروں کی طرح سرخ ہو رہی تھی۔

"تو خوابوں میں جھوٹ مت بیچیں بابا۔"

یہ سب جو ہم نے کیا،یہ جرم تھا،خواب نہیں۔آپ نے مجھے ظلم کا تاجر بنایا،انسان سے درندہ۔ لیکن اب میں نہیں۔

اب میں اس سودے سے نکلنا چاہتا ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ رکا، آواز ٹوٹ گئی مگر لہجہ مضبوط تھا۔ کیونکہ یہ محبت ہے، سودا نہیں۔

کمرے میں ایک لمحے کو مکمل خاموشی چھا گئی۔ دلاور کے چہرے پر غصے کی سرخی چھا گئی۔

"تم سب کچھ برباد کردو گے؟ سب کچھ صرف ایک لڑکی کے لیے؟"

رمیز کی آنکھیں اب خوف سے خالی تھیں۔ وہ دھیرے سے بولا، مگر اس کے لہجے میں لوہے جیسی مضبوطی تھی۔

"ہاں بابا۔ اگر اس سلطنت کی بنیاد جھوٹ پر ہے، تو برباد ہونا ہی بہتر ہے۔"

میں اب وہ رمیز نہیں ہوں جو آپ کے حکم پر زندگیاں تباہ کرتا ہوں۔ میں اب کسی کو نہیں روندوں گا، نہ رابیل کو، نہ خود کو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رمیز کی آواز رُک رُک کر نکلی، جیسے الفاظ خود لڑکھڑا رہے ہوں۔

"اس لڑکی کے لیے... جس کا استعمال ہم نے اپنی جیت کے لیے کیا۔ جس سے میں جھوٹ بولتا رہا، لیکن جس نے مجھے سچ بولنا سکھا دیا۔"

اس کے لبوں سے نکلے الفاظ کمرے کی لکڑی کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس آئے، جیسے خود اس ماحول کو بھی حیرت ہو کہ یہ رمیز کہہ رہا ہے۔

رمیز نے ایک لمحہ سانس لیا، چہرہ اوپر اٹھایا، آنکھیں سیدھی دلاور پر ٹکیں۔

"اب میں رابیل کو مزید اندھیرے میں نہیں رکھ سکتا۔"

"میں اسے سب کچھ بتاؤں گا، سچ، مکمل سچ۔"

دلاور کے ماتھے کی رگیں تن گئیں۔ وہ ایک قدم آگے بڑھا، آواز میں وہی پرانی کڑک، مگر اس بار اس کے اندر بے بسی بھی چھپی تھی۔

"یہ سب تمہاری کمزوری ہے، رمیز۔ کل وہ تمہیں چھوڑ دے گی۔ پھر کیا کرو گے؟"

"کیا بچ جائے گا تمہارے پاس؟"

رمیز کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے خاموشی چھائی۔ اس کے لب ہلے، اور لہجے میں اتنی گہرائی تھی کہ دلاور کا غرور بھی ایک لمحے کے لیے لرز گیا۔

"پھر سزا قبول کروں گا۔ لیکن کم از کم خود کو معاف کر سکوں گا۔"

"اور اسے... ایک آخری بار سر اٹھا کر دیکھ سکوں گا۔ بغیر کسی جھوٹ کی تہہ کے پیچھے چھپے۔"

باہر ہوا کا شور لمحہ بھر کے لیے تھم گیا، دلاور چند قدم پیچھے ہٹا۔ اس کے چہرے پر پہلی بار وہ تاثرات ابھرے جو شاید اس کے بیٹے نے کبھی نہیں دیکھے تھے، حیرانی، مایوسی اور ہار کے۔

رمیز نے دھیرے سے قدم بڑھایا۔ دروازے کی طرف گیا۔ ہاتھ ہینڈل پر رکھا، لمحہ بھر کو رکا، اور پیچھے مڑ کر صرف ایک جملہ کہا۔

اب میں سچ کا قیدی ہوں... اور اس قید میں سکون ہے۔

یہ الفاظ دلاور کے لیے کسی گولی کی طرح تھے۔ رمیز دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ دروازے کے بند ہونے کی آواز کمرے میں گونجی، جیسے کسی عہد کی مہر لگ گئی ہو۔

دلاور ساکت کھڑا تھا۔ اس کے سامنے رکھی میز پر ابھی تک بریف کیس کھلا ہوا تھا، مگر اب وہ جیت کے ہتھیار نہیں، ہار کی نشانی لگ رہے تھے۔

کمرے کے اندر صرف راکھ جلنے کی ہلکی سی خوشبو باقی تھی۔ دلاور کی آنکھوں میں پہلی بار کسی طوفان سے پہلے والی خاموشی تھی۔

باہر رمیز کی گاڑی آہستہ آہستہ فارم ہاؤس کے گیٹ سے نکل رہی تھی۔ اندھیرے میں جا کر وہ روشنی کی سمت بڑھ رہا تھا،

اور پیچھے رہ گیا ایک باپ... جو ساری زندگی جھوٹ سے جیتا رہا، مگر پہلی بار اپنے بیٹے کے آگے ہار گیا۔

(******)

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

[Download our app]()

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842